# SENATE OF PAKISTAN
# SENATE DEBATES

---

**Wednesday May 17, 1989**

---

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

*****************

*(Recitation from the Holy Quran)*

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ
فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا
ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٦﴾
وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ
انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤٧﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ
يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٤٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ
تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ
فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿١٤٩﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ
خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿١٥٠﴾

# SENATE OF PAKISTAN
# SENATE DEBATES

---

**Wednesday May 17, 1989**

---

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

*****************

***(Recitation from the Holy Quran)***

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ
فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا
ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٦﴾
وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ
انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤٧﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ
يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٤٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ
تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ
فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿١٤٩﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ
خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿١٥٠﴾

ترجمہ: شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو نہایت رحم کرنیوالا اور مہربان ہے
اور بہت سے نبی ہوئے جن کے ساتھ ہو کر اکثر اہل اللہ خدا کے دشمنوں سے لڑے
ہیں تو جو مصیبتیں ان پر راہِ خدا میں واقع ہوئیں ان کے سبب انہوں نے نہ تو ہمت ہاری اور نہ بزدلی
کی نہ کافروں سے دبے اور خدا استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور اس حالت میں ان
کے منہ سے کوئی بات نکلتی تو یہی کہ اے پروردگار ہمارے گناہ اور زیادتیاں جو ہم اپنے کاموں میں کرتے
رہے ہیں معاف فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرما۔ تو خدا نے ان کو دنیا
میں بھی بدلا دیا اور آخرت میں بھی بہت اچھا بدلا دے گا اور خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔ مومنو
اگر تم کافروں کا کہا مان لوگے تو وہ تم کو الٹے پاؤں پھیر کر مرتد کر دیں گے پھر تم بڑے خسارے میں پڑ
جاؤ گے۔ یہ تمہارے مددگار نہیں ہیں بلکہ خدا تمہارا مددگار ہے۔ اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے۔

## LEAVE OF ABSENCE

**جناب چیئرمین**: رخصت کی درخواستیں۔ جناب شاد محمد خان صاحب مورخہ ۱۵ مئی کو ذاتی وجوہ کی بنا پر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے لہٰذا انہوں نے اس تاریخ کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی درخواست منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

**جناب چیئرمین**: جناب احسان الحق پراچہ صاحب نے یہ اطلاع دی ہے کہ وہ کسی سیمینار کا افتتاح کرنے کے لیے لاہور تشریف لے جا رہے ہیں اس لیے وہ آج ایوان میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Now, we take up privilege motions.

**Akhunzada Behrawar Saeed:** Point of order, Sir.

**Mr. Chairman:** Yes please.

**Akhunzada Behrawar Saeed:** Sir, with great respect I congratulate the Government on adding yet another star to the galaxy of the already appointed Advisers to the Ministry of Tourism. My I ask the Minister concerned whether there is any age limit for such appointment, if not, at least then the

name of Mr. Minto, myself and others may also be considered for this particular Ministry. To end, Sir, I will say:

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف اور ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

**Mr. Chairman:** This is no point of order.

## PRIVILEGE MOTIONS

**Mr. Chairman:** Now we take up privilege motion No. 1. Prof. Khurshid Ahmed.

### (i) RE: LETTERS WRITTEN TO U.N. SECRETARY GENERAL AND OTHERS BY MR. WALI KHAN ON THE ALLEGED VIOLATION OF GENEVA ACCORDS BY PAKISTAN

**Prof. Khurshid Ahmed:** Sir, I beg to move that the privilege of the Senate, the Parliament and the very integrity and security of Pakistan has been exposed to threat by the letters reported in the press to have been sent by Khan Abdul Wali Khan, Leader of A.N.P. to U.N. Secretary General, Javier Perez de Cuellar and some other heads of states or governments including the Prime Minister of India alleging Pakistan's violation of Geneva Accords. These letters which reflect the personal bias of the said MNA and contain factual distortions, baseless insinuations and treacherous statements about Pakistan, are an attempt to de-fame Pakistan, to weaken the Afghan policy which is now entering a very decisive phase and disrupt the constitutional process in the country. This effort at de-faming Pakistan and destablishing the constitutional process by a Member of the National Assembly by invaking foreign Governments constitutes breach of the privilege of Pakistan's Parliament and the people, I, therefore, beg to move that this breach of privilege be discussed and the matter referred to the Privileges Committee.

**Mr. Chairman:** Is it being opposed ?

**Dr. Sher Afgan Khan Niazi:** Yes, Sir.

Sir, in the privilege motion, I mean the substance which has been circulated there is no mention of the name of Prime Minister of India which has now been read by the

honourable Member.

**Mr. Chairman:** We will take the privilege motion as sent to us.

جو ہمیں بھیجی گئی ہے اسی پر ہم بحث کریں گے ؟ جواب آپ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے اضافہ کیا ہے اس کو نہیں دیکھیں گے ۔

**Prof. Khurshid Ahmed:** It is already stated:

"and some other heads of states and governments.

الفاظ موجود ہیں وہاں پر ۔

**جناب چیئرمین :** لکھا ہوا ہے یہ ۔

**Dr. Sher Afgan Khan Niazi:** But the Prime Minister of India that is not particularly mentioned there.

**جناب چیئرمین :** یہ لکھا ہوا ہے ۔

"U.N. Secretary General and some other heads of states or Government.

یہ لکھا ہوا ہے نا ؟

**Dr. Sher Afgan Khan Niazi:** 'Prime Minister of India' where it mentioned? Sir. It should be amended then.

**Mr. Chairman:** No. No. This is over-ruled.

**Dr. Sher Afgan Khan Niazi:** It should be amended.

**Mr. Chairman:** No. No. This is ruled out of order.

**Dr. Sher Afgan Khan Niazi:** I will oppose it.

**Mr. Chairman:** Right.

جی پروفیسر خورشید صاحب ۔ ذرا مختصر ارشاد فرمائیں ۔

**پروفیسر خورشید احمد :** ۔ انشاءاللہ ! میں اپنی بات کو بہت مختصر رکھوں گا، جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق میں پارلیمنٹ کے ایک ممبر کی حیثیت سے بڑے

دکھ کے ساتھ پیش کر رہا ہوں مجھے اس کے پیش کرنے پر کوئی خوشی نہیں ہے اس لیے کہ آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ اس پارلیمنٹ کے دو ایوان ہیں اور یہ دونوں ایوان کے ارکان کے لیے بڑے دکھ کی بات ہوگی کہ کبھی انہیں اپنے اسٹر ایوان کے کسی رکن کے بارے میں اس کے کسی ارشاد یا کسی عمل کے سلسلے میں تحریک استحقاق پیش کرنا پڑے لیکن جناب والا! میں آپ کو یہ بات بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی تاریخ میں بدقسمتی سے ایسے واقعات رونما ہوئے اور ایک ایوان نے دوسرے ایوان کا بھی اور دوسرے ایوان کے ارکان کا بھی احتساب کیا ہے اور کچھ مثالیں موجود ہیں اسی لیے میں نے بھی اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ اس مسئلے کو تحریک استحقاق کے طور پر اٹھاؤں۔

دوسری بات جناب والا! یہ ہے کہ سیاسی اختلاف ہماری نگاہ میں ایک صحت مند جمہوریت کی روح ہے اور سیاسی اختلاف supress کرنا نہ کبھی مفید رہا ہے نہ یہ مفید ہوگا لیکن کچھ حدود ہیں جن کے اندر اختلاف کیا جاتا ہے اور قومی مفاد، ملک کی integrity, security اور ملک کے معاملات کو ملک کے اندر طے کرنا، یہ وہ چیزیں ہیں جن پر کوئی compromise نہیں ہو سکتا اسے محض اختلاف رائے کہہ کر اس نوعیت کے معاملات کو

نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے لیے جناب محترم ولی خان صاحب ایک ملک کے مقتدر لیڈر ہیں اپنی پارٹی کے قائد ہیں اختلاف کے باوجود ہم ان کی اس حیثیت سے عزت کرتے ہیں کہ ان کا ایک سیاسی کیریئر ہے اور میں یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت جب پیپلز پارٹی کی سابقہ حکومت نے اس وقت کے وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے فیصلے کے تحت سپریم کورٹ کو ریفرنس کیا اور نیپ جو اس وقت کی اے این پی ہے کو ban کیا میں نے وہ بیانات پڑھے ہیں جو اس وقت کے اٹارنی جنرل نے جو آج بھی اٹارنی جنرل ہیں۔ اس سلسلے میں دیئے اور میں نے سپریم کورٹ کا فیصلہ بھی پڑھا ہے جس میں اس نے اس پارٹی کو اس کے لیڈرز کو قرار دیا کہ انہوں نے جو باتیں کہی ہیں وہ ملک کے مفاد کے خلاف ہیں اور اس بنیاد کے اوپر اس پارٹی کا ban کیا جانا انہوں نے accept کیا، endorse کیا، لیکن اس وقت

[Prof. Khurshid Ahmed]

پی این اے نے اس بنیاد کے اوپر کہ دفاع کا صحیح موقع ان کو نہیں ملا تھا محترم ولی خان صاحب کی تائید کی اور یہ کہا کہ ان کو یہ حق ملنا چاہیئے جو کسی دوسرے کو حاصل ہونا چاہیئے ملک گیر مہم چلائی اور بیگم نسیم ولی خان اسی زمانے میں میدان سیاست میں آئیں اور جس پلیٹ فارم سے آئیں، پلیٹ فارم تھا جس نے پیپلز پارٹی کی مخالفت کی تھی لیکن جناب والا! یہ تمام سپورٹ دینے کے باوجود ہمیں آج یہ بات بڑے دکھ کے ساتھ کہنی پڑتی ہے کہ جو رویہ جناب ولی خان صاحب نے اختیار کیا جس طرح وہ اس کیس سے آزاد ہو کر آئے، آنے کے بعد جس طرح انہوں نے انتخاب کی بجائے احتساب کی باتیں کیں، مارشل لا کی جس طرح سے انہوں نے تائید کی، ان تمام باتوں کو آپ نظر انداز کر دیجیئے لیکن اس وقت جو بیانات انھوں نے دیئے ہیں اور افغان پالیسی کے سلسلے میں کم و بیش وہی رول ادا کرنے کی کوشش کی ہے جو افغانستان میں روسی فوجوں کو بلانے کے لیے کارمل نے انجام دیا تھا کہ بیرونی قوتوں کو انہوں نے دعوت دی کہ وہ آئیں اور خود اس کے اپنے ملک کو نقصان پہنچائیں جس کی سزا افغان پچھلے دس سال سے بھگت رہے ہیں انہوں نے غیر ملکی تسلط کا مقابلہ کیا اور الحمدللہ روسی فوجوں کو واپس جانا پڑا اور انشاءاللہ روس کی پلانٹ کردہ حکومت بھی جلد ختم ہوگی اور افغان عوام اپنی آزاد مرضی سے ایک اپنا اسلامی نظام قائم کر سکیں گے' اس پس منظر میں جناب والا! جناب ولی خان صاحب نے سیکرٹری جنرل یو این کو، ہندوستان کے وزیر اعظم کو اور دوسرے سربراہان مملکت کو جن میں گورباچوف بھی شامل ہیں خطوط لکھ کر کے پاکستان کے خلاف یہ چارج شیٹ مرتب کرنے کی کوشش کی کہ پاکستان جینیوا معاہدہ کی مخالفت کر رہا ہے' پاکستان ایک دوسرے ملک کے اندر مخالفت کر رہا ہے' پاکستان کی فوجیں گویا کہ افغانستان کے اندر ہیں حالانکہ یہ تمام باتیں قطعاً غلط ہیں جو پاکستان کی پوزیشن ہے وہ پورے طور پر ہمارے سامنے ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جینیوا معاہدہ کی خلاف ورزی اگر کسی نے کی ہے تو وہ روس نے کی ہے اور مسلسل کر رہا ہے اور سیکرٹری کونسل کی بحث کے اندر بھی یہ بات پورے طریقے سے کھل کر سامنے آگئی ہے کہ کس کا کتنا قصور ہے لیکن اس تمام کے باوجود وہ جو رول ادا کر رہے ہیں وہ نہایت ہی تکلیف دہ، افسوسناک اور قابل مذمت ہے' اور یہ وہ چیز ہے کہ جس کو کوئی محب وطن پاکستانی گوارا نہیں کر سکتا اس بنیاد کے اوپر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اقدام ان کا ایسا ہے کہ جس کا نوٹس لینا بہت ضروری ہے۔

جناب والا! اب آپ یہ سوال اٹھائیں گے کہ یہ استحقاق کیسے بنتا ہے میں پھر آپ کی توجہ اس عہد (حلف) کی طرف مبذول کراؤں گا جو آئین کے تحت، سینیٹ اور قومی اسمبلی کا ہر رکن لیتا ہے اور میری نگاہ میں وہ ایک ایسا بنیادی ڈاکومنٹ ہے جو سینیٹ، سینیٹ کے ارکان اور ان کی جو ذمہ داریاں ہیں ان کے اوپر روشنی ڈالتا ہے اس پہلو سے جناب والا! میں خصوصیت سے اس میں جو بات

That I will strive to preserve the Islamic Ideology which is the basic.....

یہ صفحہ ۲۶۸ ہے، مخدوم علی خان کی کتاب کا اور یہ آرٹیکل ۶۵ کی تشریح میں ہے میں پورا پڑھ دیتا ہوں۔

"I do solemnly swear that I will bear true faith and allegiance to Pakistan.

That as a Member of the Senate I will perform my functions honestly to the best of my ability, faithfully in accordance with the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan and the law and the rules of the Senate, and always in the interest of the sovereignty, integrity, solidarity, well being and prosperity of Pakistan:

That I will strive to preserve the Islamic Ideology which is the basis for the creation of Pakistan.

And that I shall preserve, protect and defend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan".

اس میں جناب والا! جو خطوط انہوں نے لکھے ہیں وہ پاکستان کی integrity پاکستان کی sovereignty پاکستان کی solidarity پاکستان کی well being اور Islamic Ideology ان پانچوں کی خلاف ورزی ہے اور اس بنیاد پر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں لازماً اس کا نوٹس لینا چاہیئے، اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنا چاہیئے۔۔ کمیٹی خان صاحب کو بلائے وہ آئیں اپنے دلائل دیں ان کی hearing کی جائے ان کی بات کو سنا جائے اور ہماری بات کو بھی سنا جائے اور اس کے بعد کمیٹی اس سلسلے میں مناسب فیصلہ کرے۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ! بشیر احمد صاحب۔

*(Interruption)*

[Mr. Chairman]

I will not allow anybody else, we can't allow every privilege motion to become a general debate. Some privilege motions are of unusual public importance but every privilege motion will not be allowed to become a public debate. So I will only allow Mr. Basheer Ahmed because he is a representative of the ANP and I will allow the honourable Minister of State for Parliamentary Affairs. Yes Mr. Basheer Ahmed please proceed on.

*(Interruption)*

**Mr. Chairman:** I have to decide the importance of the issue.

**Mr. Muhammad Ali Khan:** Sir, we request you.

**Mr. Chairman:** No, please I have disallowed the request. I have said that I will not allow a general debate on this question. I will follow the rules strictly unless I come to the conclusion that the matter is of such importance that I will allow some other Members to participate.

**Mr. Shad Muhammad Khan:** Point of order, Sir. The rules should be universal, Sir, Basheer Sahib should not be allowed to discuss this issue.

**Mr. Chairman:** It is universal. بشیر صاحب کو اس لیے کہ -

He can defend the position . . . . . .

**Mr. Shad Muhammad Khan:** He can defend Sir, but we have got grievances also.

**Mr. Chairman:** So, therefore, as a special case because he is only representative of that party in this House I am allowing him.

**Dr. Sher Afgan Khan Niazi:** Point of order, Sir. I may draw your kind attention to a no protest;

> "A Member must without asking question accept the ruling of the Chair."

**Mr. Chairman:** Yes, they have accepted the ruling. I can assure you. They have all accepted my ruling, I can assure you. Yes Mr. Basheer Ahmed. مختصراً جی -

**Mr. Basheer Ahmed:** That you Mr. Chairman, I am grateful to you for granting me the opportunity to say a few words. I will be very brief Sir.

**Mr. Chairman:** Only on the admissibility question please.

**Mr. Basheer Ahmed:** The question is that the Professor Sahib has alleged that Wali Khan has acted against the interest of the country by writing letters to Foreign Heads of States or the UN forum. What I would submit is Sir, that Wali Khan has urged these authorities and his purpose is to put a stop to the ongoing war in Afghanistan. Now, the ongoing war in Afghanistan, we think, that if it is prolonged, Wali Khan thinks that if it is prolonged, it will not only be deterimental, to the interest as it is detrimental to the interest of the people living in Afghanistan, who are neighbours of this country, who are Muslims and who are human beings but eventually Sir, to the rumblings that are in the air, the things that we hear from outside, then eventually this war may spill over to our territory. The effects and consequences of war are already visible in the Frontier Province. So, his intention is a pious one. If we look it superficially then, may, be, he has tried to say something........ but if we look it deeply Sir, there are hidden consequences in this i.e. the prolongation of war in Afghanistan, which are really dangerous for Pakistan. Now, as regards the foreign policy of this country, I had a mind to speak on it.

**Mr. Chairman:** You can do that on the 22nd and 23rd. Now, you should speak on admissibility.

**Mr. Basheer Ahmed:** Then I say, it is no way, a departure from the stated policy of this Government Sir.

**جناب چیئرمین:** نہیں admissibility پر بات کریں foreign policy پر بحث آپ ۲۲ تاریخ کو کریں۔

**Mr. Basheer Ahmed:** Sir, this is connected with it. I will be very brief. In the honourable President' Address it has been stated which is supposed to be statement of policy of this State Sir.

ہم سمجھتے ہیں کہ افغان مسئلے کا جامع حل، عزت و وقار کے ساتھ مہاجرین کی اپنے گھروں کو واپسی کے لیے ازحد ضروری ہے۔ افغان مہاجرین کی اپنے گھروں کو واپسی کے لیے

[Mr. Basheer Ahmed]

افغانستان میں جنگ کی فضا نہیں ہونی چاہیئے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب جینوا سمجھوتے پر پوری طرح عمل کیا جائے اور افغانستان میں وسیع تر بنیادوں پر ایک ایسی حکومت تشکیل دی جائے جو افغان معاشرے کے ہر حصے اور وہاں کے عوام کے لیے قابل قبول ہو۔

Now, this is the stated policy of the Government but the policy now being pursued that is a violation of this statement Sir. I don't know which authorities are responsible for that. This is the statement of honourable President and that is the policy of the State pursued by the honourable Foregin Minister. Now, what Wali Khan is driving at is that according to Geneva Agreement peace should be established in Afghanistan so that the Afghan *Muhajrin* who are our brothers, who are Muslims, we feel equally for them might go back, Sir. I would like to submit to you that if you ever happen, if you chance to visit a camp of the *Muhajrin* and you see how their children and their women and their old men are suffering here. You would wish them to return to their own hearths and homes. If we prolong the war, if there are militants and militarists here who want to fight thousands years of war on all fronts, I would submit very respectfully Sir, that war is a dangerous affair. It is a dangerous game and it can have destructive repercussions for the whole region. And therefore, I think, Wali Khan's efforts are towards peace and they are in the larger interest and the long term interest of this country. Thank you.

**Mr. Chairman:** Thank you. Dr. Sher Afgan, we are not going to allow a general debate.

*(Interruption)*

ایڈمسبلٹی پر میں ذرا ان کو سن لوں۔

I will not allow any debate on this.

پروفیسر خورشید احمد: ۔ میرا right of reply کس وقت آئے گا۔

**Mr. Chairman:** There is no need for right to reply.

پروفیسر خورشید احمد: یہ بہت ضروری ہے ۔ آپ ان کو پہلے کہہ لینے دیں اس کے بعد . . . .

جناب چیئرمین: دیکھیں ان کے ایڈمسبلٹی پر arguments سن لیتے ہیں۔

If I need, I will request you to reply to some specific technical point.

لیکن ایڈ سمبلی پر بحث سن لینے دیں ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب چیئرمین : جی فرمائیں ۔ ہر چیز کو پبلک ڈیبیٹ بنادیں تو اور کام نہیں ہو سکے گا ۔

So, we have to use our discretion

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب یہ ایسا مسئلہ ہے ۔

جناب چیئرمین : کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے ۔

This is a statement by Wali Khan, we have to see it whether it is admissible or not.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : ولی خان صاحب ایک بہت بڑے آدمی ہیں ایک پارٹی کے اہم لیڈر ہیں انہوں نے جو خطوط بھیجے ہیں وہ اپنے ملک کے خلاف ایک سلطانی گواہ کی حیثیت رکھتے ہیں جن میں اس قسم کی admission کی گئی ہے جو کچھ پاکستان گورنمنٹ کہہ رہی ہے وہ غلط ہے حقیقت اس کے برعکس ہے ۔

جناب چیئرمین : آپ فارن پالیسی پر جب بحث کریں گے ۔ ۔ ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب فارن پالیسی کی بحث تو اور ہے ۔

جناب چیئرمین : یہ سارا مسئلہ فارن پالیسی سے متعلقہ ہے اور میری نظر میں آپ بھی بہت بڑے آدمی ہیں ۔

Every Senator in my eyes is a very big man.

**Akhunzada Behrawar Saeed:** Thank you very much Sir. Give me a chance for a few minutes.

**Mr. Chairman:** Not today.

**Akhunzada Behrawar Saeed:** I will only repeat the words of Mr. Liaqat Ali Khan which he spoke in the Constitutent Assembly while addressing the father of Mr. Abdul Wali Khan.

جناب چیئرمین : آپ فارن پالیسی پر بحث کے وقت یہ ساری باتیں کہہ دیں ۔

[Mr. Chairman]

I will not allow on this. Dr. Sher Afgan Sahib, please on admissibility.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین ! ایڈمسبلٹی پر میرے دو تین پوائنٹ ہیں جس میں پہلی بات یہ ہے جیسا کہ ایڈمسبلٹی پر پروفیسر صاحب نے فرمایا ہے اور انہوں نے سپریم کورٹ کا کیس بھی پڑھا ہے جو ریفرنس کے ضمن میں ہے۔ اسی طریقے پر میں بھی انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ولی خان اور اس کی پارٹی قومی اتحاد میں ایک بنیادی پارٹی تھی اور ان تمام نے مل کر ۱۹۷۷ء میں تحریک چلائی اور پھر جنرل ضیاء کے دور میں . . . .

جناب چیئرمین : دیکھیں آپ سیاسی باتیں کریں گے تو پھر سب کہیں گے کہ ہمیں جواب دینے دیں۔ ایڈمسبلٹی پر بات کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : صرف ایک دو منٹ لگیں گے۔

I want to point out.

اور پھر حیدر آباد ٹربیونل کے ضمن میں جنرل ضیاء کے دور میں جب پروفیسر صاحب کی اپنی پارٹی ضیاء کے ساتھ حکومت میں شریک تھی ان کو وہاں سے نکالا گیا دوسری بات یہ ہے۔ . . . .

**Mr. Chairman:** Then, how is this concerned with admissibility ?

ہمیں بار بار آپ سے کہہ رہا ہوں۔

Dr. Sahib, if you go into these matters, other would want to make a reply. Please stick to the admissibility of this question.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : پروفیسر صاحب کی دلیل اگر relevant تھی . . . .

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب نے تو تحریک پڑھ دی ہے وہ تو انہوں نے پڑھنی تھی۔ پھر ایڈمسبلٹی پر انہوں نے یہ کہا ہے ایک تو اوتھ کی بات کی ہے پھر انہوں نے ملک کے تحفظ کی بات کی ہے ان کا آپ جواب دیں کہ on these grounds میں admissible ہے، یا نہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اب ایڈمسبلٹی پر کہ یہ پریولج بنتا ہے یا نہیں اس کے بعد اس کے لیے چار رولز ہیں۔ ان پر بھی میں عرض کروں گا کہ پروسیجر کے مطابق یہ تحریک بنتی ہے یا نہیں بنتی یا کیا طریق کار اختیار کیا گیا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ دوبارہ میں آپ کی توجہ آرٹیکل ۶۶ کی

طرف دلاؤں گا جس میں ممبرز کے لیے باقاعدہ طور پر describe کیا گیا ہے کہ ان کے rights,
immunities اور پریولجز کیا ہیں یہ رائٹ ہے کہ ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یہ انڈر لاء، انڈر آئین۔
یہ رائٹ ہے کہ ہم اس ہاؤس میں بول رہے ہیں یہ ہمارا رائٹ اور پریولج ہے کہ جس قسم کی
یہاں گفتگو ہو اس کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا یہ ممبر کا پریولج ہے کہ اگر یہاں فلور پر وہ ووٹ
دے دے اپنی مرضی سے جس طرف چاہے اس کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح سے اور بہت ساری
immunities ہیں جیسا کہ پارلیمنٹ سے کسی ممبر کو گرفتار نہیں کیا جا سکتا

اس کے لیے اور بھی کئی concessions ہیں لیکن وہ آئین میں دی ہوئی ہیں یا لاء کے تحت دی جاتی ہیں اس
ضمن میں، میں یہ عرض کروں گا اس قسم کی کوئی بات دستور میں یا کسی قانون میں دی گئی ہے جو کہ ہمارے
فاضل دوست پروفیسر خورشید احمد صاحب نے کہیں بھی بیان نہیں فرمائی بلکہ میں یہاں پر آپ کی
توجہ یہ

Practice and Procedure of Indian Parliament and its author is S.S. More, Page 169, Ist published in 1960. What is a breach of privilege; is a question which does not admit of a precised and categorical answer, breach of privilege can not be defined though it can be described. It may be stated generally that any act or omission which obstructs or impedes either House of Parliament in the performance of its functions or which obstructs or impedes any member or officer of such House in the discharge of his duty or which has a tendency directly or indirectly to produce such results, may be treated as a contempt even though there is no precedents of this offence. To put it more carefully a breach of privilege is a willful disregard by a member or any other person of the lawful powers and privileges of Parliament (this is very important to note, Sir), it was fairly a good description that a breach would be where someone was bringing the House either to contempt or ridicule.

— میں میری گزارش یہ ہے کہ last sitting میں بھی جب پیپلز پروگرام کے ضمن یہ privilege
motion چل رہی تھی، تو میں نے عرض کیا تھا کہ دستور، قانون، رسوم و رواج کے تحت جو

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

privileges ایک ممبر کو، یا ہاؤس کو حاصل ہوں، وہی تصور کیے جا سکتے ہیں۔

دوسرا . . . . . (قدرے توقف سے)

دوسری بات یہ ہے جو میں آپ کے گوش گزارنا چاہتا ہوں کہ نیا استحقاق پیدا نہیں کیا جا سکتا اور اس ضمن میں بھی، میں پھر یہی

Practice and Procedure of Parliament ament

ہی سے quote کروں گا۔

"Though the British Parliament had struggled for the various privileges, it had been agreed that neither House of Parliament has power by any vote or declaration to create to themselves new privileges not warranted by the norms of laws and customs of Parliament".

گزارش میری یہ ہے کہ جو دستوری، قانونی رسم و رواج سے precedents سے، حوالوں سے جو چیز دی گئی ہے، اس کے beyond ہم ہر روز نئے استحقاق پیدا نہیں کر سکتے۔ اب اس کے علاوہ میں ایم این کول کے صفحہ ۲۴۳ سے تین passages quote کرنا چاہتا ہوں۔

پہلا صفحہ نمبر ۲۴۳ کے پیراگراف ۱۳،

"When a complaint against a member is brought before the House, it is essential that the member concerned should be present in the House;...

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : جی ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وزیر صاحب کو خود بھی پتہ ہے کہ وہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں، آپ نے ان سے کہا ہے کہ جو پروفیسر صاحب نے کہا ہے اس کے بارے میں بتائیں اور اب یہ پوری ہسٹری بیان کرنے لگے ہیں۔ کیا کسی کو کچھ سمجھ آ رہی ہے کہ یہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟

جناب چیئرمین : بہر حال، یہ بحث، آپ ان کو اپنے انداز میں کرنے دیجئے، جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : میں اصولی بات کہہ رہا ہوں۔

it is the nature of the privilege whether it is or not.

جناب چیئرمین : آپ الجھیں نہیں، اپنی بحث جاری رکھیں ۔

**Dr. Sher Afgan Khan Niazi:** "..... in case he is not present, the making of the complaint is deferred until the following sitting. Where the member complained against present in the House when the complaint is made, he is heard in explanation and then directed to withdraw from the House by the Speaker.

2. "Complaints against members: Neither House of Parliament can claim or exercise any authority over a member of the other House. Consequently, neither House can take upon itself to punish any breach of privilege or contempt offred to it by a member or officer of the other House.

3- On page 244: "You will agree that it is not desirable for members of one House to make allegations or cast reflections on the floor of the House on the members of the other House".

اب اس کے بعد میں جناب رولز آف پروسیجر آف سینیٹ ۱۹۸۸ء کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔

رول ۶۲ کے چار sub-rules ہیں جس میں یہ touch stone ہے، یہ کسوٹی ہے جس پر ہم پرکھ سکتے ہیں کہ جو question of privilege تھا جو موشن کی شکل میں ہے، تحریک کی شکل میں ہے، اس میں کیا پوزیشن ہے ان رولز کے مطابق، پہلا ہے کہ

"Not more than one question shall be raised by the same member at the same sitting - not more than one question."

لیکن جناب والا! اس میں، میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ شروع سے لے کر آپ اگر ملاحظہ فرمائیں تو

"Integrity and security of Pakistan is one question, exposed

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

to threat by letters reported in the press to have been sent by Khan Abdul Wali Khan, Leader of ANP to UN Secretary-General, Mr. Cueller and some other Heads of States or governments alleging Pakistan's violation of Geneva Accords. This is second issue. These letters which reflect the personal biase of the said MNA, this is the third issue, and contains factual distortion, baseless insinuations and treacherous statements (this is unparliamentary and no member can be labelled as treacherous) are an attempt to defame Pakistan". These are so many issues.

**Mr. Chairman:** Prof. Sahib on point of order.

پروفیسر خورشید احمد : میری گزارش ہے کہ وزیر صاحب کم از کم ٹھیک ٹھیک پڑھ تو لیں treacherous members نہیں کہا ہے treacherous statements دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : یہ بیانات کس کے تھے، خان عبدالولی خان کے،

It means, directly you have allegated him.

جناب چیئرمین : جی اور فرمایئے،

So, you are saying that more than one issue has been raised inthe same privilege motion.

**Dr. Sher Afgan Khan Niazi:** There are seven or eight issues or questions which have been raised in that.

Second sub-rule -

"The question shall relate to a specific matter.

to a specific matter; there have been raised so many matters i.e. security, integrity, treacherous statements, Geneva Accords.

This is also violated by the privilege motion.

(3) The matter shall be such as requires the intervention of the Senate.

تو اس کے ضمن میں بھی، میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سینیٹ کی intervention یہاں درکار نہیں ہے، Complaints against members کے ضمن میں، میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اور

complaint against members or officers of the House.

(آواز نہیں آرہی تھی) یہ ہے ڈاکٹر رانجنا اروڑا

<u>جناب چیئرمین</u> : میرا خیال ہے سارا نظام ہی خراب ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے سارا سسٹم ہی خراب ہو گیا ہے۔

(Pause)

**Mr. Chairman:** The sound system is again. We are back to normal business.

<u>جناب چیئرمین</u> :۔ شیر افگن صاحب آپ بٹن دبائیں۔

<u>جناب شیر افگن خاں نیازی</u> :۔ میں دبا رہا ہوں وہ دب نہیں رہا ہے۔ آپ کے نظام میں کمزوری ہے۔

<u>جناب چیئرمین</u> :۔ اب concurrent آگیا ہے۔

**Dr. Sher Afgan Khan Niazi:** I was referring from the book of Dr. Ranjana Arora entitled 'Parliamentary Privileges in India', 1986 edition. It reads:

> "**Complaints against members of or officers of the other House.** In the United Kingdom, the two Houses of Parliament are equal in respect of matters arising on account of breach of privilege. The same principle is followed in India and, therefore, neither House has any authority over a member of the other House. In other words, neither House can take upon itself to punish a breach of privilege or contempt committed against it by a member or officer of the other House. An issue of breach of privilege or contempt of the House cannot be raised on account of a speech made by a member in the other House of Parliament or in any state legislature. However, a notice of breach of privilege can be taken if the member of the other House has made the speech outside the House. If a member of either House raises an issue of the above nature, the presiding officer of the House in which the question of privilege is raised, refers the case to the presiding officer of the other House, if he is satisfied that there is *prima facie* case of breach of privilege".

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

اس میں میری گزارش تو یہ ہے کہ اگر کسی معزز رکن کے متعلق اس قسم کے استحقاق کا مسئلہ پیش آجائے۔ تو وہ ہاؤس جس میں پیش کیا جاتا ہے اگر اس کا وہ ممبر نہ ہو تو وہ question of privilege یا ایڈجرنمنٹ موشن ہوتا ہے، تو اس کو اس ہاؤس کی طرف ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے جس ہاؤس کا وہ ممبر ہوتا ہے ان گزارشات کے ساتھ جناب چیئرمین! میں آپ سے استدعا کروں گا کہ بنیادی طور پر یہ question of privilege بنتا ہی نہیں، اور یہ سیاسی مقاصد کے لیے لایا گیا ہے۔ بلکہ میں یہ برملا کہوں گا تاکہ مشتہری، ہو اور میں آپ کے گوش گزار کروں گا کہ یہی مسئلہ قومی اسمبلی کی سابقہ sitting میں لایا گیا تھا یہ رولز آف پروسیجر سینیٹ میں ہو گا۔ ایک مسئلہ جب ایک ہاؤس میں لایا جائے تو میرے خیال میں چار ماہ تک کسی دوسرے ہاؤس میں نہیں لایا جا سکتا۔ تو اس ضمن میں بھی یہ

inadmissible technically it is inadmissible. From all sorts and from all points of view it is inadmissible, therefore, I request that it may kindly be ruled out of order.

irrelevant create

جناب چیئرمین : پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین! میں بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا۔ میں انشاء اللہ بہت اختصار سے اپنی بات کروں گا۔ سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم سب امن کے متلاشی ہیں ہم سب چاہتے ہیں کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی خون خرابہ ہو خون بہہ رہا ہو وہ ختم ہو اور انصاف قائم ہو، لوگوں کو ان کا حق ملے لیکن بہر حال ایک وقت ایسا آتا ہے جب انسان کی آزادی اس کی sovereignty اس کی عزت اور جان خطرے میں ہو تو اسے مقابلہ کرنا پڑتا ہے کاش! ولی خان صاحب کو امن کی بات اس وقت یاد آتی جب روسی فوجیں افغانوں کے اوپر حملہ آور تھیں اور بربریت scorch. earth policy اختیار کیے ہوئے تھا جس کے نتیجے کے طور پر ۱۳ لاکھ افغان شہید ہوئے، مرد عورتیں بچے، گاؤں کے گاؤں تباہ کیے گئے اور اس طرح تباہ کیے گئے کہ ان کا نام و نشان مٹ گیا۔ اس لیے میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہم امن چاہتے ہیں Geneva Accords حقیقت یہ ہے کہ امن کی راہ میں رکاوٹ بن گیا ہے اور جنیوا اکارڈ میں یہ دروازہ کھول کر کہ اسلحہ کی سپلائی دی جا سکتی ہے symmetry کا اصول مان کر کے در اصل جنگ کو جاری رکھنے کے لیے راستہ ہموار کیا گیا ہے۔

**جناب چیئرمین:** یہ باتیں آپ خارجہ پالیسی پر بحث کے دوران کریں تو بہتر رہے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**پروفیسر خورشید احمد:** جناب چونکہ دونوں یہ سوال اٹھائے گئے تھے اس لیے یہ میرا فرض تھا کہ میں یہ باتیں کر دوں اور مجھے تاریخ میں ایسی مثالیں نہیں ملتیں کارل کے سوا کہ کبھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔ جناب والا! آپ کو یہ بخوبی علم ہے کہ ایک چیز جو اس ہاؤس میں طے ہو چکی ہے چونکہ آپ نے باقاعدہ فارن پالیسی پر بحث کی تاریخ مقرر کر دی ہے اس لیے یہ باتیں اب irrelevant ہیں۔ یہ expunge کی جائیں۔

Mr. Chairman: It will not be expunged.

**پروفیسر خورشید احمد:** یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں، پوائنٹ آف disorder ہے۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا جہاں تک ایڈمسیبلٹی پر ڈاکٹر صاحب کو اعتراض ہے مختصراً اس کا جواب دوں گا سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جو چیزیں quote کی ہیں ان میں یہ بات بھی موجود ہے کہ ایک ایوان، دوسرے ایوان کے رکن کے بارے میں استحقاق کے مسئلے پر غور کر سکتا ہے اسکا پروسیجر کیا ہوگا یہ الگ مسئلہ ہے میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ پروسیجر بدل دیجئے۔ میں نے جو کچھ کہا وہ یہ ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہے اور اس کے بعد ہمیں اس مسئلہ کو پرولیج کمیٹی کو بھیجنا چاہیے پرولیجز کمیٹی سپیکر کو مطلع کرے گی سپیکر کے through اس سلسلے میں کارروائی کرے گی اور اس وقت اتفاق سے میرے پاس کتابیں نہیں ہیں لیکن کم از کم مجھے ایک instance اچھی طرح یاد ہے parliamentary history کے اندر کہ جس میں ایک ایوان نے دوسرے ایوان پر پرولیج کے معاملے میں فیصلہ کیا ہے اور اس کو نوٹس serve کیا ہے میں وہ آپ کو reference دے سکتا ہوں تو اس لیے یہ بات ان کی درست نہیں ہے یہ دونوں روایات موجود ہیں دوسری بات ان کا یہ کہنا کہ ہاؤس نیا پرولیج create نہیں کر سکتا۔ میرا خیال یہ ہے کہ کل بھی یہ بات کہی گئی تھی اور یہ بات درست نہیں ہے۔ برٹش پارلیمنٹری ہسٹری کے اندر جیسا کہ میں نے کل اشارہ کیا تھا کہ پارلیمنٹ وقتاً فوقتاً۔ ۔ ۔

**Mr. Chairman:** Prof. Sahib but I do not think your contention is that this is a new privilege.

پروفیسر خورشید احمد : اگر ہاؤس ضرورت محسوس کرے تو وہ اس دائرے کو وسیع بھی کر سکتا ہے چونکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ دلیل بھی دی ہے۔ اعتزاز صاحب نے بھی یہ دلیل دی تھی اور حقیقت یہ ہے کہ جہاں بھی آپ پریویلج کے معاملے کو پڑھیں گے وہاں law and tradition, law and conventions یہ دونوں الفاظ آپ کو ملیں گے۔ تو لاء کے ذریعے بھی تبدیلیاں ہوں گی اور conventions کے ذریعے بھی تبدیلیاں ہوئی ہیں اسلیے یہ بات کہنا درست نہیں ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہ ڈاکٹر صاحب کی بات عجیب وغریب ہے میری قرارداد کے اندر ایک نہیں سات issues اٹھائے گئے ہیں یہ approach اگر اختیار کی جائے تو میرے خیال سے ڈاکٹر صاحب کے ہر جملے سے میں چھ issues نکال کر دکھا سکتا ہوں اس کے بعد پھر یہ ہوگا کہ پریویلج موشن کے اندر صرف ایک لفظ ہو اور کوئی دوسرا لفظ نہ ہو مسئلہ ایک ہے اور وہ مسئلہ ہے ولی خان صاحب کے خطوط، کوئی دوسرا مسئلہ اس کے علاوہ نہیں ہے اب ان خطوط میں کہا گیا ہے اور کیوں وہ پاکستان کی سالمیت کے خلاف ہیں کیوں وہ integrity کے خلاف ہیں کیوں اس کی بنا پر یہاں کے پورے نظام کو خطرہ لاحق ہو رہا ہے کیوں اس کی بنا پر بیرونی قوتوں کو ملک کے اندر intervene کرنے کیلئے کیا جا رہا ہے، یہ سارے کے سارے اس کے پہلو ہیں لیکن مسئلہ صرف ایک ہے اور وہ ان کے بیانات ہیں۔ وہ خطوط جو انہوں نے دوسرے heads of state اور heads of government کو بھیجے ہیں۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو باتیں کہی گئی ہیں اسکے علاوہ اگلی بات جو قومی اسمبلی کے بارے میں انہوں نے کہی ہے میرے خیال میں ان کا حافظہ خطا کر رہا ہے جہاں تک مجھے یاد ہے نیشنل اسمبلی کے اندر یہ مسئلہ ضرور یعنی اسکا نوٹس دیا گیا تھا لیکن کورم نہ ہونے کی وجہ سے اس دن قومی اسمبلی کا اجلاس نہ ہو سکا اگر اس کا اجلاس نہیں ہو سکا تو یہ اس پر لاگو نہیں ہوتا۔ تو اس بنا پر یہ بات ان کی درست نہیں ہے کہ قومی اسمبلی اس مسئلے کو لے چکی ہے۔ دوسری بات یہ confuse کر رہے ہیں ایڈجرنمنٹ موشن میں اور پریویلج موشن میں یہ جو ضابطہ ہے ایڈجرنمنٹ موشن کے بارے میں ہے یہ پریویلج موشن کے بارے میں نہیں . . . .

جناب چیئرمین : یہ چار مہینے والا . . . . .

پروفیسر خورشید احمد : چار مہینے والا۔ ڈاکٹر صاحب آپ ذرا رولز دیکھ لیں۔ اس کا تعلق ایڈجرنمنٹ موشن سے ہے پریویلج موشن سے نہیں۔ اس لیے انہوں نے یہ irrelevant

quote کیا ہے اگر فرض کیجئے وہاں آ بھی جائے تو جب بھی وہ میری اس پریویلج موشن کو متاثر نہیں کرتا۔ اس لیے میں نے یہاں پریویلج موشن move کی ہے میں نے ایڈجرنمنٹ موشن move نہیں کی ہے۔ اس بنا پر جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ technically یہ ایک sound proposal ہے اسے آپ کو Admit کرنا چاہیئے اس پر غور کرنا چاہیئے اور جیسے میں نے عرض کیا ہم ان کو وقت دینا چاہتے ہیں ہم ان کو سننا چاہتے ہیں ہم ex-parte کچھ نہیں کر رہے لیکن یہ مسئلہ اتنا بنیادی ہے اتنا اہم ہے اور مجھے یاد نہیں پڑتا کہ دنیا کی تاریخ میں کبھی بھی کسی ایسے پولیٹیکل لیڈر نے اس ٹائپ کا اقدام کیا ہو اس بنا پر یہ نوٹس لیا جانا چاہیئے۔ شکریہ!

**Mr. Chairman:** Dr. Sahib could you kindly check up

یہ جو آپ فرما رہے تھے اس کا رول مجھے quote کر دیں۔

**پروفیسر خورشید احمد:** رول یہاں موجود ہے۔ میں quote کر دیتا ہوں اگر ڈاکٹر صاحب کو شرم آرہی ہے تو۔

**ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:** کون سا ہے آپ quote کریں۔

**Mr. Chairman:** O.K. Then I reserve my ruling on this privilege motion.

I think prima facie you (Prof. Khurshid) are right but since the honourable Minister had quoted this I thought that may be he would like to make a comment on the statement made by you.

**پروفیسر خورشید احمد:** انہوں نے اس کو misquote کیا تھا۔

**Mr. Chairman:** Next privilege motion is in the name of Mr. Ahmed Mian Soomro, No. 5

(ii) **RE: RECOMMENDING FIVE PERSONS EACH FOR PERFORMING HAJ**

**Mr. Ahmed Mian Soomro:** Sir, I ask of leave to make a motion in respect of a breach of privilege of the Senate occasioned by the decision of the Federal Government Ministry of Haj and Religious Affairs allowing Members of National Assembly to recommend applications of five persons for performing Haj, whereas the Members of the Senate have

[Mr. Ahmed Mian Soomro]

been deliberately excluded from this privilege which has caused a deliberate breach of privilege.

**Mr. Chairman:** Is the Minister for Religious Affairs here? Actually the matter was referred to the Ministry of Religious Affairs and they had reported that they are not making any such concession to Members. Would you like to make a statement on this ?

**Mr. Ahmed Mian Soomro:** Sir, in this respect I will just say two words before we go ahead.

**Mr. Chairman:** Yes please.

**Mr. Ahmed Mian Soomro:** Sir, the honourable Members who had attended the Committee on Shariah Bill which was presided over by the honourable Minister for Religious Affairs, I am informed by one of them, that there even the Minister had admitted that I have given this concession to the Members of the National Assembly.

**Mr. Chairman:** Honourable Minister.

**جناب احمد سعید اعوان** : جناب چیئرمین ! اس قسم کا کوئی کوٹہ ممبران اسمبلی کو نہیں دیا گیا - ایک تجویز ضرور آئی تھی لیکن اس پر وزیراعظم agree نہیں ہوئیں اور کسی ممبر کو کوٹہ نہیں دیا گیا اور نہ اس پر عمل کیا گیا اور نہ کوئی اس قسم کی پالیسی under consideration ہے۔

**Mr. Muhammad Ali Khan:** Sir, the statement of the Minister is not correct when he (Minister for Religious Affairs) has categorically said that a quota of five persons would be given to each Member of the National Assembly.

**Mr. Chairman:** We had received a slightly different information from the Ministry of Religious Affairs. What we will do is we will wait for the Minister. When is he likely to come back ?

منسٹر صاحب کب تشریف لائیں گے۔

**جناب احمد سعید اعوان** : اتوار کو واپس آئیں گے۔

**جناب چیئرمین** : اتوار کو آئیں گے۔

So, we will take it up on the following day so that we may get an authoritative statement from the Minister on this

question. Thank you, it is deferred then till the Minister is present in the House. Now, we take up the next item of the agenda i.e. the debate on the President's Address. Qazi Abdul Latif on a point of order.

قاضی عبداللطیف: میری ایک تحریک استحقاق تھی نئی لدکشنی سکولز کے سلسلے میں۔

جناب چیئرمین: وہ ابھی ایجنڈے پر نہیں آئی آپ دفتر سے پتہ کرلیں اور مجھے چیمبر میں مل لیں اس کو دیکھ لیں گے۔

## FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

**Mr. Chairman:** Now, as regards the debate on the President's Address I propose if it is acceptable to the House that we should allow a maximum of fifteen minutes to each Member but it would be considered a good act on the part of a Member if he can finish his speech in ten minutes times. Is that acceptable ?

یعنی یہ احسن قدم سمجھا جائے گا اگر وہ اپنی تقریر کو مختصر کر دیں لیکن زیادہ سے زیادہ ان کو پندرہ منٹ کا وقت دیا جائے گا۔کیا یہ منظور ہے؟

قاضی عبداللطیف: میں گزارش کروں گا جناب والا! آپ کو علم ہوگا میرے خیال میں پچھلے سیشن ہی سے آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ سب کچھ آپ اس تقریر ہی کے اندر کہیں اب جب سب کچھ تقریر ہی کے اندر کہنا ہوگا تو دس منٹ کے اندر۔۔۔

جناب چیئرمین: چلیں پندرہ منٹ۔ لیکن احسن سمجھا جائے گا اگر دس منٹ میں کہہ دیں۔

قاضی عبداللطیف: ٹھیک ہے احسن تو اچھی بات ہے۔

**Mr. Ahmed Mian Soomro:** Sir, this whole session we have not had the Question Hour, which is a very important right of the Members.

جناب چیئرمین: اسی لیے میں جلدی ختم کرنا چاہتا ہوں۔

I agree with you and, therefore, I would like to finish this

[Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir]

today and tomorrow if possible. So, let us hope we can finish the debate on the President's Address. We have sixteen Members on this list which is before me. Saeed Qadir Sahib, you want to say something?

**Lt. Gen. (Rtd) Saeed Qadir:** Mr. Chairman, if you allow me, I can start on this.

جناب چیئرمین : آپ بولنا چاہیں گے سب سے پہلے ۔

**Lt. Gen. (Rtd) Saeed Qadir:** Yes, Sir.

**Mr. Chairman:** O.K. Doctor Sahib would like to speak also. So, I think, if you also agree we will not allow any new names to be added to the list that I have already got.

**An Honourable Member:** Let us know the names in the list.

**Mr. Chairman:** The list is: Dr. Bisharat Elahi, Prof. Khurshid Ahmed, Mr. Basheer Ahmed, Mr. Salim Saifullah Khan, Mr. Ghulam Farooque, Syed Asghar Ali Shah, Mr. Shad Muhammad Khan, Qazi Abdul Latif, Mr. Muhammad Ali Khan, Mr. Mehmood Ahmed Minto, Gen. (Retd) Saeed Qadir, Syed Abbas Shah, Mr. Muhammad Hashim Khan, Mr. Hussain Bakhsh Bangulzai, Sheikh Ali Muhammad and Mr. Tariq Chaudhary.

**Dr. Sher Afgan Khan Niazi:** Sir, my name is not there.

**Mr. Chairman:** So, we will add you name and then after that we close this list.

**Mr. Ahmed Mian Soomro:** Sir, the President's Address is in Urdu, English copies may also be supplied to us.

جناب چیئرمین : جی ڈاکٹر صاحب ۔ آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں ؟

**Dr. Mahbubul Haq:** Will you kindly add my name ?

**Mr. Chairman:** O.K. We will add your name also. But please let us try and finish this debate. Mr. Secretary tomorrow no privilege motions are to be brought on the agenda, we would like to finish this Address and then we will proceed with the other business.

**Mr. Sartaj Aziz:** Tomorrow we have asked the Attorney-General to come.

**Mr. Chairman:** Yes we have asked him. Anyhow we will try to finish this.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ ہمیں متعلقہ ججمنٹ کی کاپیاں فراہم کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اٹارنی جنرل ابھی چونکہ نہیں آئے ہیں۔ کل آنے والے ہیں اس سے پہلے پہلے ہمیں کاپیاں دے دی جائیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ اس طرح کریں I think what we will do is انہوں نے جو judgement quote کی ہیں۔ سلیم سیف اللہ خان صاحب نے ۶۹ سپریم کورٹ صفحہ ۴۲۔ اور اٹارنی جنرل صاحب نے ۵۲ Nagpur case کا حوالہ دیا تھا۔

I will ask the office to supply you with copies of those judgements. Anybody else who would like to get copies should also contact the Secretary.

جی جناب جنرل سعید قادر صاحب۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں صدر مملکت کی تقریر پر جو ۱۴۔ دسمبر کو انہوں نے جوائنٹ سیشن میں قوم کے نمائندوں کے سامنے کی تھی۔ اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ اگرچہ اس تقریر کو ہوئے تقریباً چھ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ وقت جواب ہے یہ زیادہ بہتر ہے اس تقریر کو اس پس منظر میں دیکھتے ہوئے کہ پچھلے ماہ میں حکومت کو پورا پورا موقع ملا ہے کہ جن خیالات کی عکاسی صدر مملکت نے کی تھی کیا ان پر حکومت نے عمل کیا ہے یا نہیں۔ یقیناً یہ تقریر جو صدر مملکت نے کی وہ اس حکومت کی صحیح طور پر پالیسیوں کی عکاسی کرتی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ عکاسی ہوئی ہے تو کہاں تک اس معاملے میں پیش قدمی ہوئی ہے اس سے پہلے کہ میں چند معروضات خاص طور پر پیش کروں جو بحث پچھلے تین چار دنوں میں اس ہال میں ہوئی ہے اس سے بھی کچھ سبق ملتا ہے اور کچھ نتائج نکلے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت جن چیزوں کے متعلق بلند بانگ دعویٰ کرتی ہے اور اس نے کل یا پرسوں اعلان بھی کیا ہے کہ وہ ان کے متعلق بھی کوئی خاص نوٹس لے گی۔ میرا پہلا ریفرنس پیپلز ورکس پروگرام کے سلسلے میں ہے۔ آرٹیکل ۳۷ یا ۳۸ کا سہارا لے کر پیپلز پروگرام کو آگے بڑھایا

[Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir]

جا رہا ہے لیکن Principles of Policy کے سلسلے میں ہمارے آئین میں کئی آرٹیکلز درج ہیں۔ میری درخواست یہ ہے کہ حکومت آرٹیکل ۳۱ کو ذرا غور سے پڑھے۔ اس کی شقوں کو غور سے پڑھے تو شاید ان پر عمل کر کے اس قوم کو صحیح راستے پر لے جانے کی کوشش میں کامیاب ہو جائے۔ ان شقوں کا تعلق اسلامائزیشن سے ہے۔ Islamic Way of Life آرٹیکل 31(1) میں ہے۔

**Article 31.(1)** "Steps shall be taken to enable the Muslims of Pakistan, individually and collectively, to order their lives in accordance with the fundamental principles and basic concepts of Islam and to provide facilities whereby they may be enabled to understand the meaning of life according to the Holy Quran and Sunnah.

(2) The State shall endeavour, as respects the Muslims of Pakistan, -

(a) to make the teaching of the Holy Quran and Islamiat compulsory,....."

کہنے کا مدعا صرف اتنا ہے کہ اگر آرٹیکل ۳۷، اور ۳۸ کا سہارا لے کر پیپلز پروگرام کو چلایا جا سکتا ہے تو اسلام کے سلسلے میں بھی یہ حکومت پیش قدمی کر سکتی ہے کیونکہ وہ ساری چیزیں آئین میں موجود ہیں۔ فی الحال پچھلے ۶ ماہ میں تو ایسی کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ اگرچہ صدر مملکت نے بھی اپنی تقریر میں اس کا ذکر بڑے واضح الفاظ میں کیا جہاں انہوں نے فرمایا کہ آپ یہ نہ بھولیں کہ پاکستان کے create کرنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ اسلامی نظام یہاں پر ہونا چاہیئے، لیکن خیر آج صبح اخبار پڑھ کر اور رات ٹی وی دیکھ کر دل کو کچھ تسلی ہوئی کہ وزیر اعظم صاحبہ نے خود فرمایا ہے کہ اسلام ہی ان کی حکومت کی پالیسی کا کارنر سٹون ہے اگر یہ بات ہے تو بڑی خوش آئند بات ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم امید یہ کرتے ہیں کہ اب اس پر عمل بھی ہوتا ہمیں نظر آئے گا اور اسلامائزیشن کے عمل کو تیز تر کیا جائے گا عمل صرف تقریروں سے نہیں ہوتا یا بیانات سے نہیں ہوتا یا ایک جہاز کو چلانے سے نہیں ہو جاتا عمل کے اور طریقے بھی ہیں اور ایک طریقہ جو ہمارے سب کے سامنے ہے وہ صلوٰۃ کا طریقہ ہے جس وقت سے اس حکومت نے اقتدار سنبھالا ہے صلوٰۃ کے نظام کو بالکل بھول ہی گئی ہے میرا خیال ہے یہ بہتر ہوگا کہ صلوٰۃ کے نظام کو تقویت پہنچائی جائے اور یہ کہنا کہ کسی کے ساتھ جبر یا زبردستی کی جائے اسلام میں ہرگز اس بات کی اجازت نہیں ہے لیکن عمل سے اس کو آگے بڑھانا چاہیئے۔۔۔

[At this stage the Chair was vacated by the Chairman which was occupied by the Presiding Officer (Syed Fasih Iqbal)]

جناب پریذائیڈنگ آفیسر (سید فصیح اقبال): جی فرمائیے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: یہ تبھی ہو سکتا ہے جب حکومت اپنے اوپر اس بات کی ذمہ داری لے کہ اسلام کا تحفظ صحیح طریقے سے کرے گی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک صحیح راستے پر چلنے کا پابند ہو جائے گا۔

اس کے بعد صدر مملکت نے اپنی تقریر میں اور بہت سے اہم نکات اٹھائے ہیں جس میں پہلا نکتہ جو بنتا ہے وہ ہمارے آئین کا تحفظ ہے، پی پی پی کی حکومت نے بلند بانگ یہ کہا ہے کہ وہ ایک عوامی حکومت ہے اور ساتھ ساتھ آئین کا تحفظ ان کا فریضہ بنتا ہے جس دن انہوں نے اپنے عہدے سنبھالے تھے اور حلف اٹھایا تھا اس میں بھی یہی اقرار کیا گیا کہ آئین کا تحفظ ان کا فریضہ بنتا ہے لیکن کیا عمل سے انہوں نے ہمیں یہ دکھایا کہ وہ ایسا کر رہے ہیں، سب سے پہلا وار جو کہ پی پی پی کی حکومت نے کیا ہے وہ سینیٹ کو توڑنے کا منصوبہ بنایا ہے اور وہ منصوبہ آج بھی جاری ہے یہ صحیح ہے کہ وزیر عدل نے اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ ان کی ایسی کوئی نیت نہیں ہے جس میں سینیٹ کی بقا کے اوپر کوئی شک کیا جائے لیکن عمل کچھ اور ہے اس وقت تقریباً چاروں صوبوں میں ایسے نمائندے یا شطرنج کے مہرے کھڑے کیے گئے ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی بہانے کورٹس میں کیس دائر کیے ہوئے ہیں جہاں پر سینیٹ کے وجود کا سوال اٹھایا گیا ہے، کیا یہ آئین کو تحفظ دینے کی حرکتیں ہیں کیا یہی ایک عوامی حکومت کا طریقہ ہے کہ جس بات کی آپ نے قسم اٹھائی ہے اس کو اس طرح توڑیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس آئین کا تحفظ کیا جائے اور اس طریقے سے جس میں صدر مملکت نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا اس کا طریقہ تو یہ ہے کہ دونوں ایوان موجود ہیں اور جمہوری طریقہ یہ ہے اگر آپ کو اختلاف ہے آئین سے اور آپ کسی شق کو بدلنا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ بھی آئین میں دیا ہوا ہے۔ آپ بڑے شوق سے اس طریقے کو اختیار کریں اور آئین میں جو تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں وہ لائیں میں آپ کے سامنے صدر مملکت کے جو الفاظ ہیں وہ دہرانا چاہتا ہوں تاکہ آئین کے معاملے میں کسی کو کوئی شک نہ رہے اور سینیٹ کی جو پوزیشن ہے وہ بھی آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں صدر مملکت نے اپنے خطاب میں صفحہ ۴ پر فرمایا کہ "آج اس اجلاس میں شرکت کی مسرت میرے لیے دو چند ہو گئی ہے مجھے اپنے سینیٹ کے دیرینہ رفقاء سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہو رہا ہے مجھے یقین ہے کہ ملک کی تاریخ میں

[Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir]

پہلی بار آزادانہ فضا میں جماعتی بنیادوں پر منتخب ہونے والی قومی اسمبلی کے معرضِ وجود میں آجانے پر انہیں بھی ویسا ہی اطمینان، ویسی ہی خوشی ہوئی ہوگی جیسے کسی مصور کو تصویر کے مکمل ہو جانے پر ہوتی ہے۔ ہماری پارلیمنٹ سینیٹ اور قومی اسمبلی پر مشتمل ہے قومی اسمبلی کے تشکیل پا جانے سے گویا پارلیمنٹ کی گاڑی میں دوسرا پہیہ لگ گیا ہے اور اب وہ پوری رفتار سے قانون سازی کی راہوں میں آگے بڑھ سکے گی یہ جو دوسرے پہیے کو اتارنے کا منصوبہ ہے یہ جمہوری عمل نہیں ہے اور میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ اس گاڑی کو چلنے دیں ہم تو ۱۹۴۸ سے جمہوریت کو ڈھونڈ رہے ہیں اور ۱۹۴۸ سے ۱۹۵۶ء تک تو ہم اپنے ملک میں آئین ہی نہیں لا سکے اور جب وقت لائے بھی تو ۱۹۵۸ء میں اس پودے کو فوراً اکھاڑ کر باہر پھینکا۔ صدر مملکت نے یہ بھی اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ ان کو یہ وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ اس ملک میں جمہوریت کا پودا کیوں نہیں پنپتا صفحہ ۵ پر انہوں نے یہ سوال کیا ہے جمہوریت کا پودا پنپ نہیں پاتا، ایسا کیوں ہوا؟ کیا ہمارے پاس جواب نہیں ہے آپ کے پاس اگر باغبان ہی نہیں ہے یا جو مالی ہے وہ ہر دفعہ پودے کو نکال کر باہر پھینک دیتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہو ہی نہیں سکتا کہ باغ پھلے پھولے گا، مارشل لا ربھی لگا مجھے پتہ ہے میں بھی اس میں تھا لیکن اگر کوئی غلطی پچھلے ۴۰ سالوں میں ہوئی ہے تو کیا اب آپ وہ غلطی دہرانا چاہتے ہیں یا آپ صحیح راستے پر چلنا چاہتے ہیں اگر آپ صحیح راستے پر چلنا چاہتے ہیں تو عمل کر کے دکھائیں کہ آئینی طریقے سے آئین میں تبدیلیاں لائیں اور کوئی غیر آئینی راستہ اختیار نہ کریں۔ ابھی تک آپ نے جو اشارتاً یا تقریروں میں باتیں کی ہیں وہ ساری غیر آئینی ہیں میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ آئین کے پیچھے اس طرح نہ پڑیئے جمہوری طریق کار اپنایئے اور اس راستے کو اختیار کیجئے جس میں جمہوریت پھلے پھولے۔

اس کے ساتھ ساتھ صدر مملکت نے بہت سے اہم نکات اپنی تقریر میں اٹھائے جن میں بڑھتی ہوئی آبادی، انڈسٹریلائزیشن، اکانومک ایشوز، بیروزگاری، منشیات، تعلیم، صحت، پینے کا پانی، خارجہ پالیسی اور اسلامی اقدار کی باتیں وغیرہ ان میں سے زیادہ تر کا تعلق ایک بڑھتی ہوئی آبادی سے ہے اگر آبادی صحیح ہو تو ملک کی بہت سی مشکلات صحیح ہو سکتی ہیں میں آپ کے سامنے یہ چیزیں اس لیے پیش کر رہا ہوں کہ آپ یہ دیکھیں پچھلے ۶ ماہ میں حکومت نے جو وقت ضائع کر دیا ہے اس کی بجائے اگر پالیسیاں بنانے میں اب تک کچھ پیش رفت ہوتی تو شاید حکومت کی پالیسیوں کے رخ کا ہمیں پتہ چلتا، دونوں ایوانوں میں قومی اسمبلی میں

اور سینیٹ میں آج تک کوئی کسی قسم کی قانون سازی یا پالیسی ڈسکشن نہیں ہوئی ہے جس میں ہمیں نظر آئے کہ کیا مثبت اقدام یہ حکومت اٹھا رہی ہے اور پاکستان کی بہتری کے لیے کیا اقدام ہوں گے۔

جس بات کا ذکر صدر مملکت نے پہلے کیا تھا کہ یہ پارلیمانی نظام جمہوریت کی گاڑی کو آئین سازی کو تیزی سے آگے بڑھائے گا اس پر بھی آج تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی لیکن یہ جو عام آدمی کی مشکلات ہیں ان کے متعلق تو کچھ ہونا چاہیئے تھا — میں ذکر کر رہا تھا بڑھتی ہوئی آبادی کا۔ بڑھتی ہوئی آبادی کا یہ حال ہے کہ آج پاکستان کی آبادی ۱۰۵ ملین ہے اور انشاء اللہ ۲۰۴۰ میں جس کا ذکر یعنی اکیسویں صدی کا ذکر صدر مملکت نے اپنی تقریر میں کیا ہے ۲۰۴۰ میں ہماری آبادی چار سو ملین ہو جائے گی یعنی ۱۰۵ سے بڑھ کر ۴۰۰ ملین کا ذکر، کیا اس حکومت کا یہ فرض نہیں بنتا کہ وہ آج ہی سے، اگر پچھلے ۶ ماہ میں کچھ نہیں کیا، وہ نظریہ اختیار کرے جس سے اس بڑھتی ہوئی آبادی کی روک تھام کا بندوبست کرے اور دوسرے اس کے لیے ایسے منصوبے بنائے جس میں ہماری کچھ بہبود ہو سکتی ہو نہ کہ جو اس وقت کا حال ہے ان کا اور بھی حال خراب ہو جائے اور ہماری ecnomic conditions اس سطح پر پہنچ جائیں جہاں پر ہمارا گزارا ہونا مشکل ہو جائے۔ میں اس مسئلے کو اس لیے سب سے پہلے اٹھا رہا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی باقی ساری پلاننگ کسی منصوبے کے تحت ہونی چاہیئے اسے پتہ ہونا چاہیئے کہ مسائل کہاں تک بڑھ گئے ہیں جن کو حل کرنا ضروری ہے ابھی تک کوئی ایسے اشارے ہمیں نہیں ملتے جہاں پر حکومت کی منصوبہ بندی ایسی ہو ماسوا اس کے کہ جو پچھلی حکومت کر گئی ہے نئی منصوبہ بندی ہمیں نظر نہیں آتی انتظار اس بات کا ہے کہ جی بجٹ کا، بجٹ آئے گا تو اس کے بعد گاڑی چلے گی اور کہا یہ جاتا ہے کہ جی خزانہ خالی ہے ضرور خالی ہوگا اس سے اتفاق کرتا ہوں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے یہ بھی ماننے کے لیے تیار ہوں کہ پچھلی حکومت نے خزانہ خالی چھوڑا جنہوں نے چھوڑا وہ بھی ہمارے ساتھ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی اعتراف کرتے ہیں لیکن جس دن آپ نے پہلی یا ۲ دسمبر کو حلف اٹھایا تھا اس وقت بھی آپ نے اقرار کیا تھا کہ خزانہ خالی ہے صدر مملکت نے بھی اپنی تقریر میں ذکر کیا تو کیا آپ نے ایسے اقدام اٹھائے پچھلے چھ ماہ میں جس میں آپ نے خزانے کو اور خالی کرنے کی بجائے کچھ بھرنے کی کوشش کی ہو اس کے برعکس چھ ماہ میں ایسے اقدام اٹھائے ہیں جن سے قرضہ جات اس چھ ماہ میں اتنے بڑھے ہیں کہ وہ شاید چالیس سالوں کے کسی عشرے میں نہیں بڑھے ہوں گے اور میں اس بات کا دعویٰ کرتا ہوں اگر آپ اس کا موازنہ کرانا چاہتے ہیں

[Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir]

تو کوئی کمیٹی بٹھا دیجیے اور اس چھ ماہ میں جو اخراجات ہوئے ہیں ان اخراجات کا کسی چھ ماہ میں چاہے مارشل لا کے دور میں اس سے پہلے کے دور میں اس کے بعد کے دور میں موازنہ کر لیجیے اور دیکھیے ایک حکومت جس کو اس بات کا علم ہے ......

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جنرل صاحب ذرا مختصر کیجیے آپ کے پندرہ منٹ ہو گئے ہیں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: معافی چاہتا ہوں مگر اجازت چاہتا ہوں کہ مجھے تھوڑا سا ٹائم دیا جائے میں کوشش کروں گا کہ میں اختصار سے کام لوں لیکن بڑے نکات ہیں جو ابھی باقی ہیں اور بڑے اہم نکات ہیں آپ ضرور مجھے تھوڑا سا اور موقع دیجیے۔

جناب پرائیڈنگ آفیسر:۔ دو منٹ میں ختم کر لیجیے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس وقت حکومت کی جو مالی حالت ہے اس کو بہانہ بنا کر سارے پروگراموں کو رد کا ہوا ہے جبکہ فرض یہ بنتا تھا کہ پہلے دن سے ہی منصوبہ بندی کے لیے کوئی ایسے اقدام اٹھانے چاہیئں تھے کہ قوم کے سامنے جو مشکل وقت آنے والا ہے اس کا سدباب کیا جا سکے اور ہم بھی اسی قوم کے ساتھ شامل ہیں اپوزیشن کا فریضہ بھی یہی بنتا ہے کہ وہ گورنمنٹ کا ہاتھ بٹائے دونوں کو ساتھ لے کر چلنے کا طریقہ اگر اختیار کیا جائے تو اس میں قوم کو ایک ایسی پیش کش کی جا سکتی ہے جہاں پر سب لوگ تیار ہوں کہ belt tight کر سکیں۔

آبادی کا تعلق ایمپلائمنٹ سے ہے اور ایمپلائمنٹ کا تعلق Industrialization سے ہے۔ Industrialization کے سلسلے میں مختلف حکومتوں نے بہت ساری تدابیر اختیار کیں لیکن ان تدابیر سے آج تک اس ملک کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ فائدے سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ انڈسٹرلائزیشن نہیں ہوئی لیکن قومی ترقی کا جہاں تک تعلق ہے per capita income تو ضرور بڑھ گئی لیکن ۱۰۵ ملین میں سے ۲۰/۲۵ ملین لوگ ایسے ہیں جو poverty لائن سے نیچے رہتے ہیں ان کی بہتری کے لیے employment opportunities پیدا نہیں ہو سکیں باوجود اس کے کہ پچھلے پنجسالہ منصوبے میں کوشش کی گئی لیکن پھر بھی سال میں زیادہ سے زیادہ ایک ملین jobs پیدا ہو سکیں۔ جب کہ تین چار ملین jobs پیدا کرنے کے مواقع فراہم ہونے چاہیئں تھے اور اب اس حکومت کو اور بھی مشکل ہمیشہ آئے گی کیونکہ آبادی اور تیزی سے بڑھ رہی ہے Industrialization policy جو ہے وہ صاف طور پر

واضح ہونی چاہیئے اگر ایک فری سوسائٹی ہے اس میں فریڈم آف ایکشن ہونا چاہیئے تاکہ ہر شخص
اپنی مرضی سے بلا سینکشن (sanction) کے انڈسٹری لگا سکے اگر آپ وہ مواقع نہیں مہیا کریں گے
تو industrialization نہیں ہوگی اور employment opportunities آگے نہیں بڑھ سکتیں
بات مختصر کرنے کے لیے میں اس سے اگلے پوائنٹ پر چلا جاتا ہوں اور اس کا تعلق تعلیم
سے ہے اور تعلیم کا تعلق بھی آبادی سے ہے بڑھتی ہوئی آبادی میں ہر بچے کو تعلیم مہیا کرنا حکومت
کے لیے بڑا مشکل مسئلہ ہے اس لیے آبادی پر کنٹرول کریں تاکہ تعلیم خود بخود آگے بڑھے
اگر آپ آبادی کو آدھا کر دیں گے تو literacy rate خود بخود ڈبل ہو جائے گا لیکن یہ کہنے سے
نہیں ہوگا تقریروں سے نہیں ہوگا اس کے لیے آپ کو کوئی عمل کرنا پڑے گا اور اس کے لیے
مجھے ابھی تک کوئی منصوبہ نظر نہیں آرہا۔ میٹنگیں ضرور ہو رہی ہیں کانفرنسیں ضرور ہو رہی ہیں آج بھی
اخبار میں ہے کہ ہر امیر اور غریب بچے کو یکساں تعلیم ملے گی کیا ہر غریب اور امیر بچے کو اس
وقت یکساں تعلیم نہیں مل رہی۔ عام غریب بچہ ہو یا امیر بچہ ہو جو میرٹ والا ہے اس کو تو تعلیم
مل رہی ہے لیکن وہ جو ہزاروں لاکھوں بچے جن کو تعلیم ہی نہیں مل رہی چونکہ سکول نہیں ہیں اس کے
لیے سہولتیں نہیں ہیں۔ ٹیچرز نہیں ہیں اس کا جب تک آپ بندوبست نہیں کریں گے اور وہ
long term planning میں نہیں آتا۔ کیسے تعلیم مل جائے گی کانفرنسیں اور تقریروں سے تعلیم
نہیں مل سکتی کوئی پالیسی سامنے پیش کیجئے اس پالیسی پر عمل کرنے کا طریق کار بتائیے اس کے لیے
پیسہ پیدا کیجئے تبھی ہو سکتی ہے ورنہ نہیں ہو سکتی۔ مہنگائی کا معاملہ جو ہے اس کا تعلق سب
سے ہے ۔۔۔۔

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر:** جنرل صاحب میں درخواست کروں گا کہ میرے خیال میں
آپ نے تمام aspects پر مدلل تقریر کر لی ہے۔

**لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر:** مہنگائی کے اوپر ہی ختم کر رہا ہوں مہنگائی
کا معاملہ ایسا ہے جو ہر حکومت کے سامنے آیا ہے لیکن یہ جو چھ ماہ گزرے ہیں جس طرح میں
نے پہلے عرض کیا تھا اگر آپ کسی Independent پارٹی سے اس کی assessment کروا لیں اس
چھ ماہ میں جو مہنگائی ہوئی ہے میرے خیال میں شاید ہی پچھلے چالیس سالوں میں آج تک اتنی
مہنگائی ہوئی ہو اور اس کا تعلق بھی گورنمنٹ کی پالیسیز سے ہے اگر آپ غلط بیانیاں کریں گے تو اس
کا نتیجہ آپ کو بازاروں میں نظر آئے گا جب آپ کہہ دیں گے کہ ہم تو بجٹ اس قسم کا پیش کریں

[Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir]

گے جس میں آپ کا کمر ٹوٹ جائے گی تو تاجر نے تو آپ کو نہیں چھوڑنا آپ قوم کو ہر سطح پر تیار کریں میں بھی اس میں شامل ہونا چاہتا ہوں کہ یہ قوم قربانیاں دے گی لیکن ہر سطح پر، جب تک آپ اوپر سے اخراجات کم نہیں کریں گے۔ تو نیچے سے کیا خاک کم ہوں گے اوپر سے تو شاہی خاندان والے اخراجات ہیں جو ہمیں نظر آتے ہیں جو سب کے سامنے ہیں اگر یقین نہیں آتا تو اب دیکھ لیجئے

امریکہ کا دورہ ہونے والا ہے اس میں Whital Signs ایک گروپ ہے جو پاپ میوزک بجاتا ہے اس کو آپ امریکہ میں کلچر پروجیکشن کے لیے لے کر جا رہے ہیں آپ بتایئے پاکستان کے کلچر کی پروجیکشن Whital Signs کرے گا جو ایک پاپ میوزک گروپ ہے کیا آپ فیشن شو سے پاکستان کے کلچر کی پروجیکشن کریں گے وہ کلچرل شو کی پروجیکشن کی الگ رہی بات لیکن جو اخراجات ہیں وہ کہاں سے آ رہے ہیں یہ شاہی ٹھاٹھ باٹھ ہیں اگر ہم نے مارشل لاء میں غلطی کی ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ آپ دو غلطیاں کریں یا تین غلطیاں کریں آپ ان غلطیوں کو بھول جایئے ہم غلطیوں کا اعتراف کرتے ہیں آپ کہیے کہ اب ہم کمر کس کر بیٹھ جاتے ہیں اخراجات آج سے ختم اور اس کے ساتھ ہی مہنگائی ختم ۔ آپ کا بہت شکریہ!

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جنرل صاحب شکریہ۔ ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔ ڈاکٹر صاحب میں درخواست کروں گا کہ آپ اپنے پندرہ منٹ کے اندر ہی رہیئے ویسے جنرل صاحب نے کافی ٹائم لے لیا ہے۔

قاضی عبداللطیف : اگر یہ تلوار ابتدا ہی سے لٹکتی رہے گی تو کون کیا بولے گا اور کیا کہے گا۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی : شاید چیئرمین وسیم سجاد صاحب اسی لیے اٹھ کر چلے گئے ہیں وہ سمجھتے ہوں گے کہ فصیح اقبال صاحب سینیٹرز کو ذرا ان سے بہتر کنٹرول کر سکیں گے لیکن چیئرمین صاحب

The subject is a very important subject. It is the policy statement of the Government as elucidated by the President of Pakistan.

میری آپ سے یہ درخواست ہو گی کہ آپ مہربانی کر کے ممبران کو کچھ وقت دیں اگر ایک آدھ دن اور بھی اس بحث پر لگ جائے تو شاید اس میں سے کوئی مفید چیزیں نکل آئیں ۔ ۔ ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : یہ ہاؤس کے consensus کا سوال ہے آپ چاہیں گے تو ۔ ۔

معزز اراکین : ٹھیک ہے ۔ ٹھیک ہے ایک دن اور

ڈاکٹر بشارت الہی : میرے خیال میں consensus آپ کے سامنے آ گیا ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ۔ بالکل صحیح ہے ۔ بالکل صحیح ہے ۔

**Dr. Bisharat Elahi:** Mr. Chairman, allow me to start by bringing to your notice and to the notice of this august House, the tragedy of August 17, 1988.

Sir, the President has made no mention of this tragedy in his Address although personally, I feel that it is a national tragedy and it is an issue which the President should have raised in his Address. Sir. 31 persons including Gen. Zia-ul-Haq and other top army personnel were killed in this tragedy. The inquiry report which was asked to find out the nature of the tragedy was released in October last year which clearly stated that it was an act of sabotage and they had come to this conclusion by eliminating other possible cases of such an accident.

Sir, the very fact that the inquiry concluded that it was a sabotage, it obviously means that either the security arrangements were not adequate or the security arrangements had been pierced and in this connection it is not possible to believe that they were pierced by only local people. Obviously there must have been a foreign hand in it and I feel that it is the duty of the Government to find out who did this and apportion blame and take action, so that such a thing is not repeated in future. Being an aggrieved party since I am very closely related to General Zia-ul-Haq, I would not like to dwell on this any further but being it a national tragedy I would call upon the Government through you, Sir, to throw some light on it.

Mr. Chairman, Sir, Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir has just spoken before me. He has highlighted some of the important issues facing the country today and other Senators who have spoken on this subject before me have also brought to light some of the very important aspects of the President's speech. Sir, a lot of water has flown under the bridge since the speech. In the light of the time that has elapsed since the President made this speech and as very rightly pointed out by my colleague Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir, if one has to assess the performance of the Government in power, one would sum it up by saying that the performance on the whole has been very disappointing. The President at the very commencement of his speech had resolved to uphold

[Dr. Bisharat Elahi]

the Constitution, to ensure the stability of the country and to ensure that all concerned respect the Constitution in letter and spirit. This, Sir, is the very basis of democracy. I would not waste your time by dwelling on what and how the present Government has tried to uphold the Constitution. Sir, we have even not accepted the verdict of the people which is the very basis of democracy. The dissolution of the Baluchistan Assembly is a glaring example how a Constitution can be subverted for political ends. The popularly known as political stock exchange which is opened up in the Punjab is another example of how democracy is subverted or an effort was made to subvert democracy and to deny the people what they had chosen. Our Constitution lays emphasis on Islam, federalism and democracy and, Sir, provincial autonomy forms the very basis or the heart of federalism. The commencement of the Peoples Works Programme is something which has hit very hard on provincial autonomy. Lot has been said about this in the previous motion and I would, therefore, not dwell on it any further.

May I now make some comments and say a few things about the internal situation of the country today. Sir, the situation is serious in Sind - so said the Chief of Army Staff but yesterday while reading the 'MUSLIM' which quoted the State Minister for Information during his brief to the press said that the Cabinet felt that the situation in Sind since the new democratic order has been established, has improved; whereas we all know that the Prime Minister of Pakistan not very long ago, hardly a week ago, made a mention about the *guerrillas* insurgency in Sind but she did not mention who these *guerrillas* were and who were at the back of these *guerrillas*. May I request the Government through you, Sir, to find out who these people are and take the Members of the Senate into confidence and inform them of the exact position in Sind. The Government according to Mr. Javed Jabbar's statement conceded that there has been *intra-provincial* migration i.e. migration within the province but they have denied inter-provincial migration whereas if any one from the Government can go and spend a couple of hours in the border towns of Sind like Rahim Yar Khan or Sadiq Abad, can see himself that there is a trail of people migrating from Sind into the Punjab. I would request the Government to please take some pains to verify that the situation is not as rosy as they think it is. It is not my intention to blame the Government in

power for what is happening in Sind but the responsibility to take corrective action is theirs. If they want any support and help from us i.e. the Members of the Senate or other parties in the country, I am sure that help and support would be forthcoming.

A few days ago there were press reports about a Round Table Conference on the Sind issue in Sind but then perhaps yesterday or day before yesterday I read in the paper that the Government felt that there was no need for that conference. Sir, there is a need for this conference. Sir, the Government must know and the Government does know that India is involved in the Sind insurgency. They should take appropriate action. when the issue of India is raised on any forum, our Government and even our Foreign Office is very apologetic about the whole issue and a very muted and a convert statement attributed to a minor functionary or a spokesman of the Foreign Office appears in the press. I have not in the recent past read any statement in any newspaper in Pakistan attributed either to the Prime Minister of Pakistan or to the Foreign Minister of Pakistan against the Indian activities either in Pakistan or in Afghanistan or in Nepal or for that matter in any other country. India's activities in Siachen are before us but again we have had a very muted statement from our Government. The only positive statement that I have read during the recent past has been from the Chief of the Army Staff who has not minced his words and said that situation in Sind is serious but has advised a political solution to the problem. He has hoped that the *Mujahidin* will succeed in Afghanistan whereas our Government does not seem to have a clear cut policy even in Afghanistan today. On the other hand it appears to us that both Russia and the United States have got together on one basis in Afghanistan and the basis on which they have got together is the anti Islamic bias. Neither Russia nor America wants to see a strong Pakistan. The United States owes its allegiance to Israel and Russia or the Soviet Union owes its allegiance to India. Sir, the activities of India are before us. There is not a single neighbouring country around India where India has not tried to interfere directly. Leave Pakistan alone, India for the last six weeks or perhaps seven now has been trying to strangulate Nepal. Nepal is a Member of the SAARC. Our Prime Minister is the Chairman of the SAARC. What have we done about it ? Are we to submit to the Indian hegemony in this part of the world ? Are we to keep our mouths shut so that we

[Dr. Bisharat Elahi]

do not displease the Indians ? What are the Indians doing in Sri Lanka ? What are the Indians doing in the hill tracks of Bangladesh ? What did they do in Maldives and for what purposes ? Pakistan is under pressure from India both on their Sind front and in Afghanistan, I am sure Sir, that you must have read day before yesterday's newspaper-'Jang' of the 15th May, which had this headline:

"بھارت نے افغانستان میں چھاتہ بردار فوج اتارنے کا فیصلہ کرلیا"

I have not read one statement from anybody in Government in Pakistan on this issue. There have been international reports and I believe they must be authentic that Indian army personnel are involved in the Afghanistan war on the side of the puppet Kabul regime. Indian Airforce planes are involved in the war, Indian Advisors and Pilots are involved in the war. The Russians have quitely tried to move out and the Indians seem to have taken their place. It is not in the interest of India that a pro-Pakistani Islamic Government comes into being in Afghanistan. The only way we can strengthen our south western border is by having a Government in Afghanistan which is Islamic and which would obviously then be pro-Pakistan. Let us try and strengthen at least one border, Sir. Our borders will always remain fragile. India is not our friend shall never be our friend. I beg your pardon Sir, I must have taken longer time that you have allowed me.

**Mr. Presiding Officer:** I have allowed you the time.

**Dr. Bisharat Elahi:** Another very important issue to which Gen. Saeed Qadir has touched I would like to elaborate that a little further is the population situation in Pakistan. Sir, the situation has been described that we are sitting on a time bomb and it seams that we will be swallowed by this monster. Sir, it is very true, the concern expressed by Senator Saeed Qadir is a very genuine concern. Most of the other speakers who have spoken on this Address have not addressed to this problem. I am glad Gen. Saeed Qadir has picked up the courage to say something on this perhaps controversial issue. Granted , Sir, that there are cultural, religious and social biases to population planning but we have got to do something about it and to bring home the fact that the situation is getting out of hand though statistics may be little boring but I would like to give you a few facts and figures which should draw the attention not only

of this House but also of the Government to the urgency of this problem. Sir, the growth rate of Pakistan in 1947 was 1.7% and the population then was 37 million. I am now talking of the then West Pakistan and today's Pakistan, so in my statistics I have not taken into account East Pakistan (now Bangladesh). In 1988 the growth rate according to the Government agencies is 2.93 per cent but perhaps some other agencies feel that it is 3.2% and the estimated population in 1988 as perhaps today is 105 to 107 million exactly what Gen. Saeed Qadir has just mentioned. The 1981 census showed that the population of Pakistan was 84 million. So, the increase in seven years from 81 to 88 is approximately 21 million. It is estimated that the population is likely to increase to 390, Gen. Saeed qadir said 400 million in the next 40 to 50 years. Sir, 40 to 50 years is not a very long time in the life of a nation. The present day younger generation was still perhaps be alive to see this population increase during their life time. The density then that means when the population goes to 390 to 400 million is likely to be over 350 persons per Sq. kilometer as against 46 persons per Sq. kilometer in 1947. So, you can well imagine that the increase is manifold. Our literacy rate today is 26.17 percent and of this 47 percent is the urban literacy rate whereas the rural literacy rate is only 17 percent.

Now, when we look at these figures of population no amount of developmental work is going to cater for the increase in population. No amount of developmental work, not even the Peoples Programme is going to cater for this population increase in due course of time. Therefore, the population planning has got to be priority No. 1 of the Government of Pakistan today and I would also concede that the Government alone will not be able to achieve very much in this regard till such time that they involve elected representatives, the social workers, the religious leaders, the doctors and all concerned in this programme. So, may I request the treasury benches through you to make a special note of this. I could go on and on to describe the implications of this population increase but Sir, due to paucity of time......

**Mr. Presiding Officer:** Dr. Sahib, please try to finish, you have taken more than twenty minutes.

**Dr. Bisharat Elahi:** I thank you very much for the time given to me.

**Mr. Presiding Officer:** Professor Khurshid Ahmed Sahib.

**پروفیسر خورشید احمد:** بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ مجھے اس تلوار کا بھی خوف ہے جو ہم سب کے سروں پر لٹک رہی ہے لیکن میں آپ سے درخواست کروں گا کہ چونکہ یہ بڑا ہی اہم موضوع ہے۔ میں بات کو سمیٹنے کی اپنی حد تک کوشش کروں گا لیکن مجھے کم از کم اپنے دلائل پیش کرنے کا موقع دیں۔

جناب والا! جہاں تک میں نے تجزیہ کیا جناب پریذیڈنٹ کا یہ خطاب حقیقت یہ ہے کہ بڑا ہی اہم خطاب ہے اور اس میں نہایت ہی بنیادی سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ میں آج کی گفتگو میں ان میں سے صرف چند ہی کو لے سکوں گا۔ اور آپ کی اجازت سے میں اپنی گزارشات کو محدود کر لوں گا۔ اس خطاب کے صرف ان پہلوؤں پر جو میری نگاہ میں آج لینا ضروری ہیں البتہ مزید پہلو ہیں، مثلاً خارجہ پالیسی جسے میں مؤخر کروں گا آئندہ فارن پالیسی پہ بحث کے لیے۔ گیارہ موضوعات ہیں جن پر صدر محترم نے اپنی تقریر میں کلام کیا ہے۔ آئین کے احترام کا مسئلہ constitutionalism، انتخاب اور اس کے مینڈیٹ کی حیثیت۔ قانون سازی اور اس کے نظام الاوقات کی ضرورت، بھارت سے تعلقات، امریکہ سے تعلقات، افغانستان کا مسئلہ۔ امن وامان کا مسئلہ۔ مرکز اور صوبوں کے درمیان تعلقات۔ معاشی پالیسی۔ آبادی میں اضافے کا مسئلہ اور اسلام جو اس ملک کی اساس ہے اس کے بارے میں کیا رویہ ہونا چاہیئے۔ یہ گیارہ موضوعات ہیں۔ جنہیں صدر محترم نے کور کیا ہے میں ان میں سے صرف internal domestic معاملات کو لوں گا خارجہ پالیسی کے معاملات کو میں چھوڑ جاؤں گا۔

جناب والا! سب سے پہلے آئین کے احترام کے بارے میں میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ صدر محترم نے جو کچھ کہا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بنیادی مسئلہ ہے اس معاملے میں جو تغافل ماضی میں برتا گیا اس نے اس ملک کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ آج ضروری ہے کہ ہم آئین کے معاملے میں پوری احتیاط برتیں اور صرف مرکزی حکومت ہی نہیں صوبائی حکومتیں، سینیٹ، نیشنل اسمبلی ہر ادارہ آئین کا احترام کرے اور آئین میں ترمیم کا ایک طریقہ موجود ہے اگر آئین میں کسی مقام پر کوئی چیز ایسی محسوس کرتے ہیں جس کی اصلاح کی ضرورت ہے تو اس کے لیے آئین کا ہی طریقہ اختیار کیا جائے۔ لیکن اس کے لیے پولیٹیکل پریشر، اس کے لیے بلیک میلنگ، اس کے لیے غیر آئینی ذرائع کا استعمال کرنا یہ بڑا نقصان دہ ہوگا۔ جناب والا! اس سلسلے میں

میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جناب وزیر اعظم صاحبہ نے ایک بڑا اہم انٹرویو دیا ہے ابھی "مسلم" کو۔ اور 'مسلم' اخبار کا جو رویہ پیپلز پارٹی کے بارے میں ہے وہ آپ سب کے سامنے ہے مجھے اس کی وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتا ہے کہ مساوات کا یہ ایڈیشن ہے۔ تو وہ بڑا significant انٹرویو ہے اور اس کے اندر ایک بڑا significant observation ہے ان کا اور وہ یہ ہے کہ سندھ کارڈز جو ہیں ان کا استعمال کیا جانا، الفاظ ان کے یہ ہیں۔

destablization of Government would really mean destablization of the State of the country.

یہ حکومت۔ پہلی نہیں ہے جو بھی popular mandate لے کر آیا ہے اسے کچھ عرصہ کام کرنا ہے اس کے بعد ہٹنا ہے عوام ہی کے اعتماد سے ہٹنا ہے۔ لیکن آئین کا احترام سب کے لیے ضروری ہے اور کبھی بھی destablization of Government ıf Government destablization of the State and ountry نہیں ہوتا حکومت آتی ہے اور حکومت چلی جاتی ہے اس سے پہلے بہت سی حکومتیں آئی ہیں اور اس کے بعد بھی بہت سی حکومتیں آئیں گی۔ لیکن جس حکومت نے اپنے آپ کو یہ سمجھا ہے کہ وہ سٹیٹ ہے اور اس حکومت کا بدلنا ریاست اور مملکت کے ختم ہونے کے مترادف ہے اس حکومت نے اس ملک کے ساتھ دستور کے ساتھ بے وفائی کی اور آمریت کے لیے راہ ہموار کی۔

جناب والا! آئین کے سلسلے میں جو بات صدر محترم نے کہی ہے میں سب سے پہلے اسی کو discuss کرنا چاہتا ہوں اور سب سے پہلے نوٹس لینا چاہتا ہوں وزیر اعظم کے اس بیان کا۔ پھر جناب والا! میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا اس طرف کہ آٹھویں ترمیم پر جو offensive اس حکومت نے اختیار کیا ہے اور جس بھونڈے انداز سے کیا ہے طرح طرح سے اس پر حملہ آور ہوئی ہے اور عوام میں غلط فہمیاں پیدا کی ہیں۔ گویا کہ یہ دستوری ترمیم اس ملک میں امن قائم کرنے کے لیے بیروزگاری کو ختم کرنے کے لیے عوام کی فلاحی سکیموں پر عمل کرنے کے راستے میں حارج اور رکاوٹ ہے۔ اس سے زیادہ بڑی غلط بیانی اور جھوٹ کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ آٹھویں ترمیم میں کچھ خامیاں ضرور رہی ہیں ریکارڈ پر موجود ہے کہ میں نے

[Prof. Khurshid Ahmed]

اس کے اوپر کیا تنقید کی تھی۔ مخصوص حالات تھے ان حالات میں معاملات کو سنبھالنے کی ہم نے کوشش کی اور آٹھویں ترمیم نے دراصل مارشل لاء کی بہت سی خراب ترامیم کی اصلاح کی۔ اور ان میں اعتدال پیدا کرنے کی، کوشش کی توازن پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اور آئندہ بھی اصلاح کا دروازہ غور و فکر کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ لیکن اس ترمیم کا نام لے کر دستوریت کو ختم کرنا، دستوری اداروں کو چیلنج کرنا، سینیٹ کے خلاف ایک محاذ کھول دینا، طرح طرح کی باتیں کہنا، یہ دستوریت، آئینیت کے خلاف ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ صدر محترم نے آئین کے احترام کے بارے میں جو بات کہی ہے حکومت کو فی الحقیقت اس کا پاس کرنا چاہیئے لیکن جو رویہ حکومت کا پچھلے چھ ماہ میں رہا ہے اور چھ مہینے ایک حکومت کا جائزہ لینے کے لیے خاصے ہوتے ہیں۔ وہ بڑا پریشان کن ہے۔

پھر جناب والا! آئین کے معنی یہ ہیں کہ اس ملک میں پارلیمانی نظام حکومت قائم ہو اور پارلیمانی نظام حکومت کا جو model ہمارے دستور میں ہے اس میں دو بڑی بنیادی چیزیں ہیں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ decision making عوام کے منتخب نمائندے کریں۔ اس کے دو دو organs ہیں Legislature (Parliament) اور Executive لیکن ایگزیکٹو جو ہے وہ بھی پارلیمنٹ میں سے اور پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ۔ دستور نے اسی لیے پابندی لگا دی تھی کہ پانچ سے زیادہ advisors نہیں بنائے جا سکتے اس لیے کہ پارلیمانی نظام کے معنی یہ ہیں وہ افراد جو پارلیمنٹ کے رکن ہیں جن پر پارلیمنٹ میں سوال ہو سکتا ہے جو پارلیمنٹ میں احتساب کا نشانہ بنتے ہیں وہ فیصلہ کریں اور اس طرح سے جمہوریت ایک کھلے نظام کے ساتھ چلے۔ اور اس کے بعد دوسرا اس کا ستون ہے services وہ services بھی بیحد ضروری ہیں۔ بے شک بیوروکریسی نے ماضی میں اپنی جگہ غلطیاں بھی کی ہوں۔ لیکن میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی نظام کو چلانے کے لیے بیوروکریسی کی بھی بے پناہ اہمیت ہے۔ لیکن بیوروکریسی کو کچھ ضابطے کچھ قاعدے کا پابند ہونا ہوتا ہے وہ فیصلے implement کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔ وہ حلف لیتی ہے کہ importiality کے ساتھ ریاست سے وفاداری برتے گی۔ وہ کسی حکومت کی ملازم نہیں۔ وہ ملازم ہے ریاست کی اس ملک کی۔ اس دستور کے تحت وہ کام کرتے ہیں اسی کا حلف لیتے ہیں لہٰذا اسی لیے ان کو faceless steel framer; کہا گیا ہے لیکن جناب والا! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جہاں اس بیوروکریسی نے کچھ زیادتیاں کی ہیں۔ ظلم کیے ہیں کرپشن کا شکار ہوئی ہے وہاں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہم نے بھی بیوروکریسی کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا ہے ---

میں اس میں کسی حکومت کی exception نہیں کرتا ہوں بدقسمتی سے اس ملک میں یہ غلط روایت قائم ہوگئی ہے اور اس کے نتیجے میں بیوروکریسی کو جو کردار ادا کرنا چاہیئے وہ نہیں کر سکی۔ اور پھر ۱۹۷۳ء کے آئین میں تو بیوروکریسی کو جو آئینی تحفظ درکار تھا تاکہ اس کی integrity اس کی independence باقی رہ سکے اس کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد اس کا سیاسی استعمال ہوا، لیکن جناب والا! میں آئین کے سلسلے میں یہ بات اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ موجودہ حکومت نے آئین کا منہ چڑایا ہے پارلیمانی نظام کے اوپر ایک وزیر اعظمی نظام مسلط کر کے، ایک غیر منتخب نظام مسلط کر کے، تاریخ کی سب سے بڑی کابینہ بنی، ۴۲ ماشاء اللہ وزیر اور وزرائے مملکت موجود ہیں جب کہ اس سے پہلے کبھی پاکستان میں اتنی بڑی کابینہ نہیں بنی اور جب "مسلم" کے ایڈیٹر نے سوال کیا کہ اتنی بڑی کابینہ آپ نے کیوں بنائی ہے تو کہا کہ پاکستان تو بہت بڑا ملک ہے دس کروڑ کی آبادی ہے اس لیے اتنی بڑی وزارت ہم نے بنائی ہے۔ جناب والا! اگر یہ دلیل ہم مان لیں تو پھر ہندوستان کی کابینہ کتنی بڑی ہونی چاہیئے میں چین کا ذکر نہیں کر رہا ہوں کہ وہاں تو پھر ایک ہزار آدمی وزیر ہونا چاہیئے۔ لیکن جناب والا! یہ کرائیٹیریا نہیں ہے وزارتیں بنانے کے لیے لیکن آپ نے صرف یہی نہیں کیا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کے ان ۴۲ وزراء کے اوپر بھی مزید ۲۷ مشیر، او ایس ڈیز، اسپیشل اسسٹنٹس مقرر کر دیئے اور ہر روز ایک نیا نام چلا آتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس کو شمار کرنا ممکن نہیں رہا ہے اس پوری ٹیم کو اگر آپ لیں تو سنچری کبھی کی ہو چکی ہے اور عالم یہ ہے کہ اس میں جو اصول میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ غیر منتخب لوگ۔ وہ لوگ جنہیں انتخابات میں عوام نے رد کیا ہے، شکست خوردہ لوگ۔ ان افراد کو اس طریقے سے مسلط کیا گیا ہے یہ افراد پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ نہیں ہیں وہ پانچ مشیر جو کہ دستور کے تحت بنائے گئے ہیں وہ پارلیمنٹ میں آسکتے ہیں ان کا احتساب ہو سکتا ہے لیکن باقی تمام پارلیمنٹ کے احتساب سے بلند و بالا ہیں اور پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ افراد جس طریقے سے سول سروس کو تباہ کر رہے ہیں اس لیے کہ یہ دونوں کے لیے ایک خطرہ ہیں پارلیمانی نظام کے لیے بھی اور سول سروس کے لیے بھی اس لیے کہ سول سروس کا اپنا ایک ضابطہ ہے اپنا ایک اصول ہے اس کا ایک کیڈر ہے اس کی ایک سینیارٹی ہے اس کا ایک process ہے اس حکومت نے اس کو بھی تباہ کر دیا ہے ان لوگوں کو ٹھونس کر کے اسکے بعد پھر lateral entry کے ذریعے جس کو چاہتے ہیں جس سکیل میں چاہتے ہیں میرے پاس مثالیں موجود ہیں اور میں صرف printed material لے کر آیا ہوں کہ کس طرح ایک شخص کو آج ۱۸ اسکیل میں اپوائنٹ کیا گیا ہے ۱۹ میں ترقی دی ۱۵ دن کے اندر

[Prof. Khurshid Ahmed]

سکیل ۲۰ میں پہنچایا اور اس کے بعد سکیل ۲۱ کی ایک کارپوریشن کا سربراہ بنا دیا۔ کس طریقے سے ان لوگوں کو کہ جو گریڈ ۱۸ میں ریٹائر ہو گئے تھے جیسے احمد فراز ان کو گریڈ ۲۲ میں لا کر کے مسلط کر دیا اور وہ افراد کہ جو پاکستان کے نظریئے اور اسلام کا مذاق اڑاتے رہے ہیں کھلے بندوں اسے چیلنج کرتے رہے ہیں، دین کے دشمن گو پریشان خٹک جیسے لوگ جنہوں نے پاکستان کی خدمت کی ہے لیکن چونکہ وہ ان کے لیے قابل قبول نہیں ہیں ان کو کان پکڑ کر کے او ایس ڈی بنا دیا یہ جناب والا! نظام کو تہہ و بالا کرنے والی چیزیں ہیں اور یہ قانون کی اور دستور کی خلاف ورزی ہے یہ constitutionalism کے خلاف ہے میں اس لیے یہ بات جناب والا! آپ کے سامنے عرض کر رہا ہوں کہ اس کے نتیجے کے طور پر سیاسی نظام بھی اور انتظامی نظام بھی دونوں تہہ و بالا ہو گئے ہیں آج عالم یہ ہے کہ پنجاب نے اگر پبلک سروس کمیشن کے سلسلے میں کوئی غلط اقدام کیا تھا تو ہم نے آئی جے آئی والوں نے اس پر اعتراض کیا جماعت اسلامی اور مسلم لیگ نے کیا اور پنجاب کی حکومت نے فوراً ان اقدام کو واپس لیا لیکن آپ کی پوزیشن یہ ہے کہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن معطل ہو کر کے رہ گیا ہے سلیکشن کمیٹیاں معطل ہو کر کے رہ گئی ہیں ایک جگہ ہے وزیر اعظم ہاؤس میں پلیسمنٹ بیورو اور اس پلیسمنٹ بیورو سے ہر جگہ کے احکامات جاری کیے جا رہے ہیں جس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اگر مطلوبہ کوالیفکیشنز نہیں ہیں تو اس کو بھی نظر انداز کر دو، اپوائنٹ کرو، نئی روشنی سکولوں کو آپ دیکھیے ۱۸ ہزار افراد کو بیروزگار کیا جا رہا ہے جن میں ۳ ہزار ایڈمنسٹریشن سے متعلق ہیں، ۱۵ ہزار تعلیمی شعبے سے متعلق ہیں جو ہدایات وزیر اعظم ہاؤس سے جاری کی گئی ہیں میرے پاس ہیں میں آپ کو ان کے الفاظ پڑھ کر سنا سکتا ہوں کہ ان میں جو تعلیمی افراد ہیں ان کو صوبائی حکومتوں کو دے دیا جا- Provided they have the requisite qualification.

جس وقت کہ آپ نے ان کو نئی روشنی میں لیا تھا تو وہاں کی مطلوبہ کوالیفکیشن ، در پنجاب کے یا سندھ کے یا سرحد کے جو تعلیمی نظام ہیں وہاں کی مطلوبہ کوالیفکیشن ایک نہیں ہے ان لوگوں کے پاس وہ کوالیفکیشن موجود نہیں ہے آپ نے اس وقت پی سی 4 میں وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ سکیم ناکام بھی ہو گئی پھر بھی ان کو بیروزگار نہیں کیا جائے گا لیکن آپ نے ان کو بیروزگار کر دیا لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ اسی حکم میں یہ لکھا ہوا ہے کہ نئی روشنی سکولوں میں جو لوگوں کو پرائم منسٹرز پلیسمنٹ بیورو کی طرف سے تقرر نامہ اس زمانے میں دیا گیا ان کو نہیں ہٹایا جا سکتا ان کی نوکریاں مضبوط ہیں ان کو لازماً جاری رکھا جائے گا اور یہی نہیں میرے پاس لیٹر آف اپوائنٹمنٹ موجود ہیں کہ ایک طرف ۱۸ ہزار آدمیوں

کو بیروزگار کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف سے وزیر اعظم ہاؤس سے ۴ مئی کو جو لیٹر آف اپوائنٹمنٹ جاری ہوئے ہیں اور ہفتے میں انہوں نے چارج لیا ہے جبکہ دوسروں کو termination letters دیئے جا رہے ہیں جو کہ غالباً پہلی جون سے implement ہوں گے جناب والا! آپ سیاسی نظام کو بھی تباہ کر رہے ہیں اور سروسز کے نظام کو بھی تباہ کر رہے ہیں اور یہ constitutionalism کی خلاف ورزی ہے میں بلوچستان کے مسئلے پر زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا اس لیے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے ۱۹۷۰ کے عشرے میں بھی بلوچستان کے اوپر یہلاوار کیا تھا اور اب بھی بلوچستان کے اوپر پہلاوار کیا لیکن خدا کا شکر ہے کہ عدالتوں نے وہاں اس کے اس غیر آئینی اقدام کو rectify کر دیا اور وہاں نئی حکومت وجود میں آ گئی لیکن حقیقت ہے کہ حکومت نے جو کردار ادا کیا تاریخ اسے نہیں بھلا سکتی، پھر جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ اس ملک میں ایک پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ بھی ہے اس پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ میں ڈیفیکشن ایک جرم ہے جس پر ایک شخص اپنی نشست کھو سکتا ہے میں جناب والا! آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اگر پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ اس ملک کا ایک قانون ہے اور ڈیفیکشن ایک سیاسی اور قانونی اور اخلاقی جرم ہے تو ہر وہ شخص اور پارٹی جو دوسری پارٹیوں میں توڑ پھوڑ پیدا کرنے کی کوشش کرے ڈیفیکشن کی کوشش کرے bribe کے ذریعے یا terrorise کرے یا کسی بھی وجہ سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے وہ ایک غیر قانونی حرکت کر رہی ہے وہ دستوریت کے خلاف ہے ہم سب کو اس بات کا احترام کرنا چاہیئے کہ جہاں جس کو جو پوزیشن ملی ہے وہ اس کے مطابق کام کرے۔ جناب والا! اٹارنی جنرل کی تقرری بھی دستور کی خلاف ورزی کی ذیل کی ایک چیز ہے ...

**Mr. Presiding Officer:** Dr. Sher Afgan on a point of order.

**Dr. Sher Afgan Khan Niazi:** I seek your kind attention in interpretation of those Members who were elected independently ......... (interruptions)

**پروفیسر خورشید احمد:** شیر افگن صاحب کا مرض یہ ہے کہ یہ بلا ضرورت بات کرنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو جناب والا! میں آپ کے سامنے اٹارنی جنرل کا معاملہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں دستور کی صریح خلاف ورزی کی گئی ہے یہ بھی constitutionalism کے خلاف ہے اسی طرح سے جناب والا! یہ جو duplicity ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ ۶۰ سال سے آگے کوئی نہ چلے۔ ٹھیک ہے سب پر enforce کیجئے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا

[Prof. Khurshid Ahmed]

لیکن جو آپ کے منظور نظر ہیں ان کی عمر ۶۰ سال کی ہو ۸۰ سال کی ہو ان کے لیے کوئی پابندی نہیں ہے بات صرف اٹارنی جنرل کی نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ اگر آپ نے مختلف کارپوریشنز سے مختلف اداروں سے ۶۰ سال کی بنیاد کے اوپر سینیئر، تجربہ کار، قابل لوگوں کو ہٹایا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہسٹری کمیشن میں ڈاکٹر ڈینی ثاقبہ کو لاتے وقت آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ ان کی عمر کیا ہے ڈی آئی بی میں مقرر کرتے وقت آپ نے نہیں دیکھا کہ اس کی عمر کیا ہے میں اس تفصیل میں نہیں جاتا میرے پاس وہ سارا مواد موجود ہے کہ انہی ایڈوائزرز اور انہی superanuated لوگوں کے بارے میں ایک دوسرے نے کیا کہا ہے ڈی آئی بی کے بارے میں راؤ رشید صاحب نے اپنی کتاب "میں نے جو دیکھا" کے اندر اڑھائی صفحے لکھے ہیں اور بتایا ہے کہ کیا ان کی کوالیفیکیشنز ہیں اور کیا ان کا کردار رہا ہے اور راؤ رشید صاحب کے علاوہ ایک اور پیپلز پارٹی کے مفکر کوثر نیازی صاحب نے بہت کچھ لکھا ہے۔ یعنی میں وہ ساری چیزیں پیش کر سکتا ہوں اور وہ چیزیں میرے پاس موجود ہیں لیکن وقت نہیں ہے لیکن میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ دراصل constitutionalism کے بالکل خلاف ہے۔

دوسرا نکتہ جناب والا! میں انتخابات کا لینا چاہتا ہوں، انتخابات کے بارے میں بڑی بنیادی بات یہ ہے کہ اس ملک کے شہریوں نے انتخاب میں جو مینڈیٹ دیا ہے وہ ایک متعین محدود منقسم مینڈیٹ ہے انہوں نے کسی پارٹی کو بھی خواہ وہ پیپلز پارٹی ہو خواہ وہ آئی جے آئی ہو یا کوئی اور پارٹی کسی کو ایسا اختیار اور ایسی حیثیت نہیں دی جس کے نتیجے کے طور پر وہ صرف اپنی بنیاد کے اوپر فیصلے کر سکے، پیپلز پارٹی قومی اسمبلی میں سب سے بڑی پارٹی ضرور ہے لیکن اسے صرف پارٹی کی حیثیت سے قطعی اکثریت حاصل نہیں ہے اسے دوسروں کے ساتھ مل کر مخلوط حکومت بنانا پڑی اسے قطعی اکثریت صرف ایک صوبے میں حاصل ہے اور وہ سندھ ہے، ملک کے تمام الیکٹوریٹ میں سے ۳۹ فیصد نے پیپلز پارٹی کو ووٹ دیا ہے اور ۳۴ فیصد نے آئی جے آئی کو ووٹ دیا ہے اور اگر آپ ملک کی پوری آبادی لیں تو پیپلز پارٹی کو ووٹ دینے والے ملک کی پوری آبادی کا صرف ۱۶ فیصدی ہیں اسے اختیار ہے اسے حق ہے اس مینڈیٹ کے اندر حکومت کرنے کا اور پالیسز بنانے کا۔ لیکن اگر ۱۶ فیصد آبادی اور ۳۹ فیصد ووٹرز اور

Less than simple majority in Parliament

کی بنیاد پر وہ یہ سمجھتی ہے کہ عوام نے اسے اختیار دیا ہے کہ جو من مانی وہ چاہے کرے اپنے

منشور کے نام پر جو کچھ چاہے قوم پر مسلط کرے یہ اختیار اسے نہیں ملا اور میری نگاہ میں اس وقت چھ مہینے میں جو بگاڑ پیدا ہوا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ حکومت کی توجہ عوام کے مینڈیٹ کی روشنی میں اپنی پالیسیاں لانے اور اپنے نظام حکومت کو چلانے پر نہیں رہی بلکہ اس پر رہی ہے کہ کسطرح عوام کے مینڈیٹ کے برعکس دستور اور قانون کو نظرانداز کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ قوت حاصل کرے زیادہ سے زیادہ اختیار حاصل کرے دوسروں کو de-stabilise کرے توڑے اور اس طریقے سے اسے کس طرح ایسی قوت حاصل ہو جائے کہ وہ اپنی من مانی کر سکے۔ جناب والا! یہ بگاڑ کی جڑ ہے اسے ختم کیجئے جمہوریت نام اس بات کا ہے اگر آپ کو جمہور نے نظام چلانے کا موقع دیا ہے تو آپ قانون اور دستور کے مطابق کام کریں اور دوسروں سے بھی آپ ڈائیلاگ کریں۔ مشورہ کریں۔ ہمارے سینیٹ کا الحمدللہ رویہ یہ رہا ہے اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم غلط بات پر سخت سے سخت تنقید کریں گے لیکن جو صحیح بات کریں گے جو دلائل سے ہمارے سامنے لائیں گے اور ہمیں convince کریں گے ہم آپ کا ساتھ دیں گے ہمارے پیش نظر اس ملک کا مفاد ہے اس دستور پر عمل کرنا ہے ہمارے پیش نظر کسی کی ٹانگ کھینچنا نہیں ہے اور خدا گواہ ہے ہم یہ سمجھتے ہیں جو لولی لنگڑی جمہوریت یہاں بنی ہے یہ ایک بڑی نعمت ہے political process جسطرح یہاں شروع ہوا ہے یہ اس ملک کی بہت بڑی ضرورت ہے اور خدانخواستہ اگر کوئی ایسا کام ہوتا ہے جس کے نتیجے کے طور پر political process مجروح ہو جائے۔ تو یہ اس ملک کے ساتھ وفاداری نہیں ہے لیکن صاف نظر آ رہا ہے کہ حکومت بجائے اس کو چلانے کی کوشش کرے وہ کوشش کرتی ہے کہ نئی نئی لڑائیاں ہوں نئے نئے تنازعات ہوں نئے نئے جھگڑے ہوں اور کسی طرح بھی واقع ہوں یہ بڑا خطرناک معاملہ ہے میں بڑی دردمندی کے ساتھ سب سے کہنا چاہتا ہوں سینیٹ سے بھی نیشنل اسمبلی سے بھی پیپلز پارٹی سے بھی آئی جے آئی سے بھی اس نازک صورتحال میں ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے اپنے دائرے میں رہیں نظام کو چلائیں اور پھر صحیح وقت پر عوام کے پاس جائیں اپنی کارکردگی عوام کو دکھلائیں دوبارہ ان سے مینڈیٹ لیں اسی طرح یہ ملک دراصل جمہوریت کی صحیح پٹری پر رہ سکتا ہے ورنہ مجھے بڑے خطرات نظر آتے ہیں اور بدقسمتی سے اس وقت تک حکومت کی جو پالیسی ہے وہ ان خطرات کو بڑھانے والی ہے وہ نئی نئی لڑائیاں پیدا کرنے والی ہے وہ اس ملک کو جمہوریت کی پٹری پر آگے لے کر چلنے والی نہیں ہے۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

جناب والا! میں تیسرا مسئلہ ترتیب سے ہٹ کر اسلام کے بارے میں لینا چاہتا ہوں اس لیے کہ اس بارے میں جناب صدر نے بہت واضح الفاظ میں اور بہت موثر انداز میں اس بات کا اظہار کیا تھا۔ اسلام ہماری بنیاد ہے اور یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اور اسلام سے وابستگی کے سہارے ہی قائم رہ سکتا ہے اگر ہمیں صحیح معاشرہ تشکیل دینا ہے تو بدعنوانی رشوت اقربا پروری، ملاوٹ اور اس طرح کی دیگر سماجی برائیوں کی بیخ کنی کرنا ہوگی۔ نیز انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ شریعت آرڈی نینس جو اکتوبر میں دوبارہ انفورس کیا گیا تھا مجھے توقع ہے کہ بہت جلد ہی ایوان اسے منظور کرے گا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جناب والا! اسلام کے بارے میں جو کچھ ہوا ہے پھر بڑی دل سوزی اور دکھ کے ساتھ نصیحت اور تلقین کے انداز میں تنقیص کے انداز میں نہیں میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں خدا گواہ ہے کہ مجھے اس بات کا بڑا دکھ ہوا ہے۔ ہماری وزیر اعظم صاحبہ نے جو پہلی تقریر وزیر اعظم بننے کے بعد قوم سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے اوپر کی میں نے اسے سنا بھی ہے اور اس کے مسودے کو بار بار دیکھا بھی ہے انہیں اس بات کی توفیق نہیں ہوئی کہ اس کا آغاز اللہ کے شکر سے کرے۔ کسی بھی مسلمان کو کوئی نعمت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملتی ہے تو وہ اس کا آغاز کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے۔ لیکن ہمیں یہ توفیق حاصل نہیں ہوئی۔ شریعت آرڈی نینس کا مسئلہ کسی ذات کا مسئلہ نہیں اللہ کا قانون ہے اس کا تعلق نہ خان لیاقت علی خان مرحوم سے ہے نہ جنرل ضیاء الحق شہید سے ہے وہ ایک دائمی ہدایت ہے جو سارے مسلمانوں کو دی گئی ہے جس کو سعادت حاصل ہو جائے اس بارے میں کوئی اقدام کرنے کی وہ لائق مبارک باد ہے اس سلسلے میں میں مجبور ہوں یہ بات کہنے کے لیے بھی کہ مسلم لیگ کی حکومت نے تغافل سے کام لیا اس مسئلے کے اوپر وقت ضائع کیا جنرل ضیاء الحق صاحب جو آرڈی نینس لائے اس آرڈیننس میں بڑی خامیاں تھیں اور آن ریکارڈ ہے کہ میں نے اس کے اوپر بھرپور تنقید کی جو اخبارات میں بھی شائع ہوئی اور کتابچہ بھی آیا لیکن اس کے باوجود میں نے کہا کہ یہ ایک مثبت اقدام ہے اور جو کچھ بھی انہوں نے دیا ہے کم از کم اس کو حاصل کرنا ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ اس کو improve کریں آگے بڑھائیں نہ کہ اس کو bone of contention بنا دیں ہمیں توقع تھی کہ شریعت آرڈی نینس کو یہاں سپورٹ کیا جائے گا lapse کیا جائے گا یہ آن ریکارڈ ہے یہ بات جب شریعت آرڈیننس انٹروڈیوس ہوا تو غالباً مولانا سمیع الحق صاحب نے یہ بات پوچھی کہ کیا یہ improve ہو چکا ہے وزیر متعلقہ نے کہا کہ نہیں یہ lapse نہیں ہوا اور ہم سینیٹ میں اس پر گفتگو کر کے اسے منظور کریں گے ہم خود

یہ چاہتے ہیں کہ یہاں پر آئے لیکن اس کے بعد سینیٹ نیشنل اسمبلی دونوں کو prorogue کر دیا گیا وہ آرڈی نینس lapse ہو گیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت زیادتی ہوئی ہے اور ایک پہلی ضرب ہے جو اس حکومت کی طرف سے شریعت پر لگی۔

جناب والا! دوسری بات جسکا میں serious notice لینا چاہتا ہوں حکومت کے ذمہ دار افراد جس میں سینیئر وزیر بھی شامل ہیں جس میں دوسرے وزراء بھی شامل ہیں اور میرے پاس سارے بیانات موجود ہیں انہوں نے مختلف مواقع کے اوپر حدود آرڈی نینس کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کیے ہیں حدود آرڈی نینس اٹھا کر دیکھ لیجئے وہ قرآن وسنت کے مطابق ہے کوڑوں کی سزا قرآن نے prescribe کی ہے حدیث نے اس کی تائید کی ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسے نافذ کیا گیا آج اگر کوئی بدذہن اسے savage and brutal کہتا ہے تو ہماری نگاہ میں یہ دریدہ دہنی ہے یہ قرآن پر اعتراض ہے جو حدود ہیں وہ قرآن نے متعین کر دی ہیں جو سزائیں ہیں وہ قرآن نے متعین کر دی ہیں اس میں جنرل ضیاء الحق کا کوئی ہاتھ نہیں ہے آخر وہی سزائیں سعودی عرب میں بھی ہیں ایران میں بھی ہیں ایک زمانے میں افغانستان میں بھی تھیں ابھی سوڈان میں نافذ ہوئی ہیں تو کسی شخص سے ان کو وابستہ نہ کیجئے اور اگر قانون میں بحیثیت مجموعی کوئی سقم ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ ہے اس لیے کہ اس کا جو تعزیری حصہ ہے اس میں کچھ ایسی پیچیدگیاں سامنے آئی ہیں ان کی اصلاح ہونی چاہیئے لیکن جو حدود اللہ اور اس کے رسول کی قائم کردہ ہیں ان کے خلاف زبان کھولنا اسلام کے خلاف بغاوت ہے۔

جناب والا! میں اس موقع پر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ دراب پٹیل صاحب کی condidacy کو International Court of Jurists کیلئے اس حکومت نے آگے بڑھایا۔ پاکستان کا کوئی مسلمان ہو یا غیر مسلم وہ اپنی صلاحیت اور اپنے commitment کی مناسبت سے اس بات کا حقدار ہے کہ وہ قوم کی خدمت کرے اور پاکستان میں غیر مسلم بڑے اونچے مناصب پر رہے ہیں آخر جسٹس کارنیلیس اس ملک کے چیف جسٹس تھے اسلامی قانون اور اسلامی حدود کے بارے میں جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ بڑا قابل قدر ہے انہوں نے ایک اونچی مثال قائم کی کہ ایک اسلامی ریاست میں ایک غیر مسلم ایک اعلیٰ ترین منصب پر پہنچ کر کس طرح احترام کرتا ہے اس قوم

[Prof. Khurshid Ahmed]

کے عقائد کا اس کے قانون کا اس کی روایات کا۔ لیکن دراب پٹیل صاحب نے حدود قوانین کے بارے میں جو پبلک پروٹسٹ کیا ان کا جو بیان who will throw the first stone جو برٹش ٹیلی ویژن پر چینل فور م پر فلم شو کی گئی جن نازیبا الفاظ کے اندر انہوں نے اسلام کے قانون پر اعتراضات کیے اور جس طرح انہوں نے یہ بات کہی ہے کہ پاکستان کو ایک سیکولر ریاست ہونا چاہیئے اور پاکستان مسلمانوں کی اسلامی ریاست کی جدوجہد کے نتیجے میں وجود میں نہیں آیا بلکہ مسلمان ہندوؤں پارسیوں، سکھوں مسلمانوں سب کی مشترکہ جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ یہ تاریخ کو مسخ کرنا ہے، یہ اس ملک کی بنیادوں کے خلاف ایک طرح کی بغاوت کرنا ہے۔ اور ایک دفعہ نہیں، بے شمار بیانات ان تمام چیزوں کے اوپر موجود ہیں۔ ہم نے جو اعتراض اس پر کیا ہے تو اس بنا پر کیا ہے اور آپ صرف ان کو اس لیے نوازنا چاہتے ہیں کہ کسی خاص ججمنٹ میں انہوں نے کوئی خاص موقف اختیار کیا تھا، یہ طریقہ جوڈیشری سے معاملات کرنے کا نہیں ہے، جن افراد نے اس میں اختلافی نوٹ دیا تھا، ان میں جسٹس حلیم بھی ہیں، جنہیں اس ملک نے اپنا چیف جسٹس بنایا، اور اس بنا پر ان کے خلاف کوئی بات نہیں ہوئی کہ انہوں نے اس وقت اختلاف کیا تھا، لیکن جناب والا! میں اپنے علم کی بنا پر کہتا ہوں کہ دراب پٹیل صاحب کی جو compaign چلائی گئی ہے، اور جو اس میں ان کا profile پیش کیا گیا سب کے سامنے، ان میں نمایاں طور پر یہ بات لکھی ہوئی تھی کہ انہوں نے فلاں کیس کے اندر فلاں شخص کے لیے اختلافی نوٹ لکھا، او۔ آئی۔ سی کانفرنس کے وقت، میں ریاض میں خود موجود تھا وہاں پاکستانی سفارتخانے نے جو نوٹ تقسیم کیا، فارن منسٹرز کے درمیان، اس میں یہ جملہ لکھا ہوا ہے۔ اور جناب والا! اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان ملکوں نے آپ کی تائید نہیں کی، ایسا طمانچہ آپ کے منہ پر پڑا ہے، آپ بلاشبہ کسی کو بھی لے کر سامنے آتے، لیکن جس انداز میں اسلام کی مخالفت کرنے والے، اور اسلام کے احکام اور حدود کو openly challenge کرنے والے اور پاکستان کے اسلامی character پر تنقید کرنے والے، اور پاکستان کو ایک سیکولر ریاست بنانے والے افراد کو آپ نے آگے بڑھایا، یہ آپ نے پاکستان کے ساتھ زیادتی کی ہے آپ نے مسلمانوں کے ساتھ زیادتی کی، اور اسی لیے آپ کو اس کا نتیجہ دیکھنا پڑا ہے۔

جناب والا! اسی ذیل میں، میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ہر فرقے کے افراد کے ساتھ انصاف کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ بات آپ کے سامنے واضح ہونی چاہیئے کہ یہ ملک اگر

ایک ideological ملک ہے، تو sensitive مقامات کے اوپر، آپ کو افراد کے انتخاب میں احتیاط برتنی ہوگی۔ یہ بات بار بار سامنے آرہی ہے کہ نسیم احمد صاحب کو جو ایک known احمدی ہیں، جنہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ جو بھی تعلق رکھے ہیں، لیکن پاکستان کی انہوں نے کوئی خاص خدمت نہیں کی اس کو یونائیٹڈ نیشن کے اندر پاکستان کا نمائندہ بنایا جا رہا ہے۔ میرے پاس مختلف افراد کے بارے میں تار آرہے ہیں، میں ان کا نام لینا نہیں چاہتا، لیکن یہ بڑا نازک مسئلہ ہے اور اگر آپ اس ملک کو اسلامی حدود کے اندر رکھ کر چلنا چاہتے ہیں تو key appointments کیلئے آپ کو اس بات کو ملحوظ رکھنا پڑے گا کہ وہ لوگ جو اس ملک کے نظریہ کے بارے میں وفاداری رکھتے ہیں اور خاص رویہ رکھتے ہیں، وہ وہاں پہنچائے جائیں اور وہ لوگ جن کی اس بارے میں وفاداری ثابت نہیں ہوئی، ان سے ان key positions کو بچایا جائے۔

جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بدقسمتی سے اس زمانے میں عریانی اور فحاشی، ان چھ مہینوں میں بڑھی ہے، اور تقریباً یہ ہر میدان میں بڑھی ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب انتخابات کے نتائج کے بعد کراچی میں جشن منائے گئے تو کس طرح کراچی کی سڑکوں پر، خاص طور پر کلفٹن میں پی آئی ڈی سی ہاؤس کے سامنے، میٹروپول کے سامنے، کھلے بندوں شراب پی گئی ہے، بوتل ہاتھ میں لے کر نوجوان پھرے ہیں اور کوئی ان پر گرفت کرنے والا نہیں تھا۔ یہ بڑی افسوسناک چیز ہے۔ جناب والا! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ٹی وی کو بھی، مجھے خوشی ہے کہ کم از کم جاوید جبار صاحب اس ایوان میں آگئے ہیں، بالکل ایک نئی آزادی میسر آئی ہے۔ یوتھ فیسٹیول، میوزک فیسٹیول، وہ ناچ، جو اسلامی روایات سے کوئی مطابقت نہیں رکھتے، "۸۹" ماڈل، ۹۹ ماڈل، ۲۰۹ ماڈل، یہ سارے کے سارے دروازے ان کے لیے کھل گئے۔ مختلف ڈرامے جو آرہے ہیں، ان کے بارے میں وقت کی قلت کی بنا پر تفصیل سے کچھ نہیں کہہ سکتا، اور میں آپ کا صبر بھی آزمانا نہیں چاہتا، لیکن میرے پاس ساری کٹنگز موجود ہیں، کہ کس طریقے سے ٹی وی کے ڈرامے، ٹی وی کے پروگرام، میوزک پیش کئے جا رہے ہیں جو context تھا اس سے پہلے مذہبی پروگرام کا، یہ سارے کا سارا بدل گیا ہے، خدا کے لیے اسلام کو غیر متنازعہ رہنے دیجیے، اور اس ملک کی روایات، اس کی تاریخ، اس کی ٹریڈیشنز، اس کا کلچر، وہی ہونا چاہیئے جو کہ اس کا ہے، اس پر اگر آپ نے بیرونی کلچر کو مسلط کرنے کی بھی کوشش کی تو انشاءاللہ آپ بھی اسی طریقے سے ناکام ہوں گے جس طرح سے آپ کے پیش رو ہوئے تھے تو یہ بہت ضروری ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

جناب والا! میں خود وقتاً فوقتاً یعنی کوٹ پتلون پہنتا ہوں، کوئی ایسی بات نہیں، میں اس کا مخالف نہیں ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک بڑی اچھی روایت ہمارے ملک میں قائم ہوئی، اور وہ یہ کہ ہم نے اپنے لباس کو عام کیا اور اس معاملے میں میں سمجھتا ہوں کہ بھٹو صاحب نے پہل کی، اور اس کے بعد ضیاء صاحب نے اس کو آگے بڑھایا۔ الحمد للہ میں انگریزی بھی بول لیتا ہوں، کوئی ایسی بات نہیں ہے، لیکن میں نے ہمیشہ اس بات کی کوشش کی ہے کہ اپنے خیالات کو قومی زبان میں بیان کروں اور قومی زبان کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے لیکن نظر یہ آتا ہے کہ ان چھ ماہ میں قومی لباس کے مقابلے میں مغربی لباس ایک explosion کے طریقے سے دوبارہ، واپس آگیا اور اگر وہ اطلاع صحیح ہے جو ایک اخبار نویس نے لکھی ہے اس لیے کہ میں وہاں نہیں تھا ایک سرکاری فنکشن سولارز صاحب کی آمد پر منعقد ہوا، اور اس میں سولارز صاحب نے کمال عنایت سے شیروانی پہنی لیکن جب وہ اس فنکشن پر پہنچے تو سارے وزراء suited booted تھے تو جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان ساری چیزوں کا تعلق ہماری روایت سے ہے، ہماری traditions سے ہے، ہمارے معاشرے سے ہے، ہمارے culture سے ہے، تو خدا کے لیے ان چیزوں کا خیال کیجئے، اور کوشش کیجئے کہ اسلام کی مخالفت نہ کی جائے، یعنی ضیاء صاحب کی مخالفت اسلام کی مخالفت نہیں ہے ضیاء صاحب کی مخالفت کا معنی یہ نہیں ہیں کہ جو بھی اچھے کام ہوئے ہیں، ان کو آپ ختم کر دیں، آپ جب خود کہتے ہیں کہ اسلام ہمارا دین ہے، تو یہ آپ کی اور ہماری قدرے مشترک ہے، آیئے مل کر اس سے آگے بڑھیں اور اس کو strengthen کریں بجائے اس کے کہ اس کو weaken کیا جائے۔

اسی سلسلے میں جناب والا! میں مجبور ہوں کہ سلمان رشدی کی شیطانی کتاب کا بھی ذکر کروں۔ اس معاملے میں حکومت پاکستان نے نہایت سرد مہری کا ثبوت دیا ہے۔ پاکستان میں چھ نوجوانوں کی جانیں کام آئی ہیں، یہ نوجوان شہید ہوئے ہیں اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا ہے، لیکن اس کے بارے میں چین میں بیٹھ کر فتویٰ دے دیا گیا کہ یہ اندرونی سیاسی معاملات کی بنا پر کیا جا رہا ہے حالانکہ اس کا مقامی سیاست سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

جناب والا! Islamic Foreign Ministers Conference نے مارچ میں دوبارہ یہ طے کیا کہ تمام مسلمان ممالک Penguine, Viking کی تمام publications کو economic sanctions کے خلاف استعمال کرے

اور اپنے اپنے ملک میں بند کرے اس لیے کہ وہ respond کرنے کو تیار نہیں، یہ ایک بین الاقوامی سازش کا حصہ ہے کیا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ اس مصنف کو کتاب کے چھپنے سے پہلے آٹھ لاکھ پونڈ پیشگی (ایڈوانس) royalty کے طور پر دیئے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ ایک ایسی لچر کتاب، جس کے بارے میں بیس زبانوں میں ترجمہ کا پروگرام پہلے سے بنایا ہوا ہے اس کے لیے پبلک meetings کی جا رہی ہیں اس کو فلموں پر لانے کی کوشش کی جا رہی ہے، اگر مسلمان اس کے خلاف احتجاج نہ کریں اور اپنے ضمیر اور ایمان کے مطابق جدوجہد نہ کریں تو مغربی معاشرہ ایک سازش کے تحت مسلمان نوجوانوں کو، مسلمان ممالک کے اندر، اسلام کے خلاف، مسلمانوں کے نام سے، اس قسم کی تحریکیں چلانے پر لگا ہوا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ انگلستان کے مسلمانوں نے اس کے اوپر کتنے مظاہرے کیے ہیں، کتنی قربانیاں دی ہیں کیا وہاں کوئی ان کی پیپلز پارٹی سے سیاسی مخالفت ہے یا وہ آئی جے آئی کے نمائندے ہیں اور ابھی ۲۷ تاریخ کو وہاں ملک گیر احتجاج ہو رہا ہے، ۲۷ مئی کو ہمیں توقع ہے کہ ۳۰ سے ۴۰ ہزار مسلمان لندن میں آکر مظاہرہ کریں گے۔ اس سے پہلے سترہ ہزار مسلمان جنوری کے مہینے میں مظاہرہ کر چکے ہیں، جناب والا! یہ پاکستان کی حکومت کا فرض ہے، کہ وہ اس مسئلہ کو لے کر آگے بڑھے اور اس معاملے میں کم سے کم چیز یہ ہے کہ آپ penguine viking خلاف economic sanctions استعمال کریں، اگر Copy-Right Act اس میں حائل ہوتا ہے تو Copy-Right Act کو ختم کریں، کچھ text books ایسی ہیں جن کی آپ کو ضرورت ہے ان کو چھاپ لیں، لیکن جب تک آپ اس معاملے میں کوئی bold decision نہیں لیں گے آپ lead نہیں لے سکتے اور جو تمام قراردادیں ہیں، وہ ایسے ہی پڑی رہیں گی۔

جناب والا! میں پورے دکھ کے ساتھ یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جو نئی ایجوکیشن پالیسی 119 نکات پر مشتمل ہے، ابھی ایک کانفرنس کے نتیجے میں سامنے آئی ہے، اس کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے تعلیم کی اسلامی بنیاد استاد کا اسلامی کریکٹر، اور تعلیمی content کو Islamize کرنے کے بارے میں جو تین بنیادیں اس سے پہلے کی ایجوکیشن پالیسی میں طے کی گئی تھیں، اس وقت جب جناب محمد علی خان وزیر تعلیم تھے اور میں پلاننگ کمیشن میں تھا، ان کو تیار کیا گیا تھا، اس وقت کی وہ ہیں، ان پر عمل نہیں ہوا، لیکن بہر حال وہ ایک ایسی معیاری تعلیمی پالیسی قوم کے سامنے آئی تھی، جو کہ فی الحقیقت اسلامی ریاست کی پالیسی بن سکتی تھی، اس کے ان تینوں نکات کو اس میں ڈراپ کر دیا گیا، اور جو نکات آئے ہیں ان میں ان چیزوں کا کوئی ذکر نہیں۔ جناب والا! یہ ساری

[Prof. Khurshid Ahmed]

چیزیں جو ہیں، یہ ہماری نگاہ میں بڑی serious ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے نقطۂ نظر سے حکومت نے جو کچھ کیا ہے، وہ بڑا قابل پریشانی ہے اور قابل مذمت ہے اور ہم اس کا serious notice لیتے ہیں۔ جناب والا! وقت کی قلت کے باعث صرف ایک نکتہ پر اور بات کرنا چاہوں گا اور وہ یہ ہے کہ ملک میں جو domestic situat ہے، خصوصیت سے law and order کی صورتحال اور مرکز اور صوبوں کے تعلقات کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بلاشبہ پچھلے گیارہ سال میں خراب رہی اور خاص طور پر ۱۹۸۳ء میں civil disobedience کی جو movement چلی اس نے اس ملک میں قانون کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ بلاشبہ وقتی طور پر قوت کے ذریعے اسے دبا دیا گیا لیکن یاد رکھیے جو قوم قانون اور دستور کے خلاف سیاسی جدوجہد کرتی ہے اور peaceful راستے اختیار نہیں کرتی وہ خود اس کے نتائج بھگتتی ہے۔ کبھی بھی دنیا میں جو نظام قوت کے ذریعے سے آیا ہو وہ باقی بھی رہا قوت کے ذریعے سے، اس وقت جن لوگوں نے سڑکیں خراب کیں، ریل کی پٹڑیاں اکھاڑیں تھانوں کو جلایا بنکوں کو جلایا، انہیں ہیرو قرار دیا گیا۔ آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایسی applications لکھی ہوئی آئی ہیں کہ میں نے اس تحریک کے دوران اتنی پٹڑیاں اکھاڑی تھیں اتنے بلاسٹ کیے تھے مجھے اس کا صلہ دیا جائے مجھے appointment دی جائے مجھے ملازمت دلائی جائے کسی مقام کے اوپر مجھے یہ کیا جائے وہ کیا جائے۔

جناب والا! اس وقت سے فی الحقیقت ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی situation خراب رہی ہے لیکن اب تو آپ کو پورا اختیار حاصل ہے اب تو صوبے اور مرکز دونوں میں ایک ہی قسم کی حکومت ہے سندھ کی حد تک کم از کم آخر وہاں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ کیوں پیدا ہوا۔ اور کیا میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں کہ وہاں کے جو وزیر اعلیٰ ہیں انہوں نے ایک نہیں پچھلے دس دن میں پانچ بار یہ بات کہی کہ "لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کرنے میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں کا ہاتھ ہے میری اپنی پارٹی کے لوگ یہ کام انجام دے رہے ہیں۔ اور میں ان کی گرفت نہیں کر سکتا ہوں"۔ پانچ بار انہوں نے نام لے کر یہ بات کہی ہے publicly، تو جناب والا! اس کے بعد بھی اس کی ذمہ داری ڈالتے ہیں دوسروں کے اوپر، یہ آپ کی ذمہ داری ہے یہ کہنا کہ پہلے بھی ایسا ہوتا تھا یہ جواز نہیں بن سکتا تھا۔ وہ حکومت جو لوگوں کو امن و امان نہ دے سکے وہ لوگوں کو جان و مال کا تحفظ نہ دے سکے اس حکومت کو ایک

دن بھی حکمرانی کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ یہ بات میں نے پہلے بھی کہی ہے یہ بات میرے سینیٹر بھائی جاوید جبار صاحب نے بار بار کہی ہے اسی پلیٹ فارم سے کہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس بات کا نوٹس لینا چاہیئے۔

اگلی بات جناب والا! جس انداز سے criminals کو چھوڑا گیا ہے اگر کوئی سیاسی کارکن غلط طور پر گرفتار کیا گیا تھا تو یہ اس کا حق تھا کہ اس کو رہا کیا جائے لیکن یہ کام judicial process سے ہونا چاہیئے تھا ایک کیس کو examine کیا جاتا، اور اگر کسی معصوم کو سزا دی گئی ہے نہ صرف اسے آزادی دیجئے بلکہ اس کو compensate کیجئے۔ لیکن اس کا سہارا لے کر کے مجرموں کو غاصبوں کو، لیٹروں کو، بنک لوٹنے والوں کو، سرکاری پراپرٹی کو جلانے والوں کو، بچوں کو قتل کرنے والوں کو چھوڑ دینا، ہتھوڑا گروپ کے لوگوں کو چھوڑ دینا، یہ تمام چیزیں کہ نا ملک کے ساتھ بڑی زیادتی ہے اور اس پالیسی کے ساتھ آپ کبھی بھی ملک میں امن و امان قائم نہیں رکھ سکتے۔

پھر آپ نے دو صوبوں کے خلاف پیپلز ورکس پروگرام کے ذریعے سے اور پنجاب کے لیے تو پہلے دن سے، میرے پاس سارا فارن پریس موجود ہے آج میں یہ بات نہیں کہہ رہا ہوں۔ بلکہ International Heral، Tribune Financial Times، ان تمام اخبارات نے، خود سرکاری ذرائع سے یہ بات کہی ہے کہ پہلے دن سے پنجاب کی حکومت کو مرکز نے تسلیم نہیں کیا۔ اس کو destablize کرنے کی کوشش کی اسکے اوپر ایک خاص قسم کا گورنر مسلط کرنے کی کوشش کی ان کی اکثریت کو توڑنے کی کوشش کی، ان کی ایڈمنسٹریشن کو بدلا، یہ مسلسل ایک جنگ ہے جو شروع کی گئی، میں مانتا ہوں کہ پنجاب نے بھی retiliate کیا۔ اور اسے حق تھا اپنے دفاع کرنے کا، اور میں چاہتا ہوں کہ دفاع میں حد سے آگے نہ بڑھیں اس لیے کہ ہمیں یہ ملک عزیز ہے لیکن اصل مجرم اس معاملے میں پیپلز پارٹی کی مرکزی حکومت ہے اس کے وہ وزراء ہیں جنہیں نہ سیاسی تجربہ ہے نہ ان میں اتنا ظرف ہے کہ وہ شکست د فتح میں فرق کر سکیں۔ جنہوں نے اپنے نمبر بڑھانے کے لیے غیر قانونی و اخلاقی حرکتیں کیں اور اس کے نتیجے کے طور پر صوبے کو بھی مشکل میں ڈالا اور اپنی حکومت کے لیے بھی مشکلات پیدا کیں۔ وقت کی قلت کے باعث میں صرف آخری جملہ عرض کرتا ہوں کہ اس چھ مہینے کے جائزے سے حقیقت یہ ہے کہ حکومت جس مقصد کے لیے آئی تھی اس کو وہ حاصل نہیں کر پا رہی ہے اور جو بنیادی ضروریات اس وقت ملک کی ہیں کہ policies کو لیکر آنا، اصلاح کرنا یہ نہیں ہو رہا ہے اور میں کوئی شرعی بات نہیں کر رہا ہوں لیکن یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ پرائم منسٹر محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ حالات کو

[Prof. Khurshid Ahmed]

قابو میں نہیں لا پا رہی ہیں اور جو بات ان کے والد محترم جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اریانا کو انٹرویو دیتے ہوئے کہی تھی مجھے وہ یاد آ رہی ہے جس کو پڑھ کر میں ختم کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب اریانا نے ان سے سوال کیا۔

Are not you being a little excessive, a little unjust ? Do you really think she could last so long if she was not worth something or are you obliged to think she is worth nothing because she is a woman ? Mr. Zulfiqar Ali Bhutto answered no, no, I have nothing against women as Head of State though I don't think women may be better Head of State than men. Thank you.

**Mr. Presiding Officer:** Dr. Noor Jehan Panazia.

**ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی** : جناب یہاں ہاؤس میں Treasury benches پر بہت نئے چہرے آتے ہیں۔ کم از کم فوج تو اتنی زیادہ بھرتی ہوئی ہے اور مجھ کو لگتا ہے کہ اگر یہ نئے چہرے introduce ہوں تو پورا tenure گزر جائے۔ جو بھی یہ نئے چہرے right یا left پر ہیں یہ اپنے آپ کو introduce کرا دیں۔

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر** : یہ آئینی طور پر جائز ہے وہ آ سکتے ہیں لیکن یہ اپنا تعارف کرا دیں۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔

**جناب جاوید جبار** : چیئرمین صاحب ! وائنڈنگ اپ کے وقت کوشش کی جائے گی کہ معزز سینیٹرز حضرات نے جو نکات اٹھائے ہیں اور معزز سینیٹر خاتون نے جو نکتہ اٹھایا ہے ان کا جواب پیش کیا جائے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وضاحت میرا فرض ہے کیونکہ کبھی کبھی ایسا نکتہ کہہ دیا جاتا ہے جو دوسرے دن بڑی سرخی کے ساتھ آ جاتا ہے اور غلط فہمی کی بنیاد ہو سکتا ہے ..... مداخلت

چیئرمین صاحب ! میں اپنی بات تو پوری کر دوں۔ مذہب کا معاملہ بڑا sensitive ہے ہم بھی مسلمان ہیں اور پروفیسر خورشید صاحب بھی مسلمان ہیں۔ یہ کہنا کہ ایک میڈیم میں بالکل ہی مذہبی پروگرام کو بدل دیا ہے میں یہ توقع نہیں رکھتا ہوں کہ اتنی معزز شخصیت سے اتنا non-scientific بیان آئے، اور جس سے ملک بھر میں غلط فہمی پھیلے۔ کیونکہ ایسا نہیں کوئی sweeping change آیا ہے ہم کیا مسلمان نہیں ہیں Just because we have become a Government اس طرح کے الزام نہ لگائے جائیں quote objective, scientific verifiable data کیا جائے پھر ہم اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : میرا خیال ہے اس کا مناسب موقع یہی ہے کہ اپنی تقریر میں انہوں نے صرف ذکر کیا تھا انہوں نے الزام نہیں لگایا۔

جناب ڈاکٹر بشارت الٰہی : میری ایک پروپوزل ہے کہ جاوید جبار صاحب نے کہا ہے کہ non-scientific بات کہی ہے شاید non-scientific ہو لیکن factual ضرور ہے یہ آپ ریکارڈ کر لیں۔

پروفیسر خورشید احمد : ۔جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے میں صرف factual بات کروں گا اور کچھ نہیں ۔ میں صرف انہی کے اخبارات کی انہیں سرخیاں سناؤں گا۔ ۵ رفروری مولانا دین پوری صاحب جو آپ کے ماشاءاللہ مذہبی مشیر ہیں وہ کہتے ہیں آئندہ میوزک ۔ ۹ بجے پروگرام پیش نہیں کئے جائیں گے ۔ ۔ ۔ (مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : یہ بہتر نہیں ہوگا۔ آپ کو جواب کے لیے مناسب موقع ملے گا۔ آپ سب تشریف رکھیں۔ جی جناب بشیر احمد میٹھ صاحب ۔

جناب بشیر احمد : ۔جناب چیئرمین! صدر محترم کے خطاب پر ہم نے یہاں ایوان میں لمبی تقریریں سنیں، اور اب وقت کافی ہو گیا ہے اور پتہ نہیں کہ شاید آپ کس وقت تک بیٹھنا پسند کریں گے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جب تک آپ لوگ چاہیں گے ۔ میں نے تو اپنے آپ کو آپ کی صوابدید پر چھوڑا ہوا ہے ۔

جناب بشیر احمد : اب یہ بات ہے کہ generalizations جو ہیں وہ بہت ہو چکے ہیں ہم نے سن لیے ہیں ۔ میرے خیال میں بہتر یہ ہو گا کہ ہم expression of ideas specifics کی طرف آئیں جو صدر صاحب نے اپنی تقریر میں باتیں کہی ہیں۔ ان میں انہوں نے کچھ مشکلات کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ انہوں نے کچھ aims اور goals متعین کیے ہیں تو اس پر ہم اپنا اظہار خیال کریں ۔ اور میں ایک عرض یہ بھی کرنا چاہوں گا کہ صدر محترم کی تقریر کو پانچ ماہ سے زیادہ ہو چکے ہیں میرے خیال میں صدر محترم کی تقریر گورنمنٹ کی پالیسی کا سٹیٹمنٹ ہوتا ہے ۔ اور پارلیمنٹ میں اس پروڈکشن کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر پارلیمنٹ کے اراکین میں سے کوئی ایسی تجویز پیش کرے جو حکومت وقت کو قابل قبول ہو تو شاید پالیسی کو recast کرنے میں اس سے کچھ استفادہ کیا جا سکے ۔ میرا خیال ہے کہ اگر ممکن ہو سکے ۔ مجھے پروسیجر کا پتہ نہیں کہ یہ کیسے ہوتا ہے لیکن آپ کے نوٹس میں اور سیکرٹری صاحب یہاں

[Bashir Ahmed]

چونکہ تشریف رکھتے ہیں ان کے نوٹس میں لانا چاہوں گا کہ اگر صدر محترم کی تقریر پر بحث تقریر کے بعد ایسے وقت میں ہو کہ کم سے کم وقت میں لوگ اس پر اپنا اظہار خیال کر سکیں تاکہ حکومت اگر ان لوگوں کے خیالات سے استفادہ کرنا چاہے وہ ان کی مرضی ہے ان کی discretion ہے لیکن اگر کوئی ایسا نکتہ کوئی شخص اٹھائے کہ وہ جو گورنمنٹ کو پسند آئے وہ اپنی پالیسی کو وہاں پر تھوڑا سا reform یا recast کرنا چاہے تو اس سے استفادہ کیا جا سکے۔ اب کافی تاخیر ہو چکی ہے۔

and it will be just an expression of pious intent

اور criticism یہ ہو سکتا ہے مگر میرے خیال ابھی practical کا موقع نسبتاً کم ہے۔

یہ صدر محترم نے اپنی تقریر میں لکھا ہوا ہے یا انہوں نے فرمایا ہے کہ یہاں پر موسم اچھا ہے اور مٹی بھی زرخیز ہے تو پھر کبھی کبھی ہم سے ایسی غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں جس کے بعد سارا سلسلہ بگڑ جاتا ہے اور یہ کہا ہے کہ اس کا صحیح جواب دینا آسان نہیں ہے اور یہ دانشوروں کا کام ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک حد تک تو صحیح ہے مگر ان کا علاج تلاش کرنا پارلیمنٹ کا بھی کام ہے کیونکہ یہ فورم جو Parliamentarians کو available ہے۔ یہ دانشوروں کو available نہیں وہ اپنا opinion express کر سکتے ہیں۔ اور پارلیمنٹیرین اس opinion کو لے کر ایسے فورمز میں present کر کے خرابی کا علاج تلاش کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں جو خرابی پارٹی پالیٹکس میں پھیلتی ہے۔ اور اس سے destructive tendencies پیدا ہوتی ہے۔ میرے خیال میں یہ ہے کہ جو بنیادی چیز ہے پاکستان کے سٹرکچر میں without any prejudice to anybody سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم سب مسلمان ہیں اور میرے خیال میں اگر تاریخی اور جغرافیائی لحاظ سے دیکھا جائے تو ہم صوبہ سرحد کے لوگ اتنے ہی اچھے مسلمان ہیں جتنے اس خطے میں رہنے والے اور مسلمان ہیں شاید ایرانی اور عرب ہم سے پہلے مسلمان ہوتے ہوں لیکن کم از کم ہندوستان کے برصغیر میں ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو سب سے پہلے مسلمان ہوئے اب یہ ہے کہ ہر ایک ملک کے physical constituents ہوتے ہیں اس کے historical constituents ہوتے ہیں اس کے کوئی cultural constituents ہوتے ہیں اب ملک خلا میں نہیں ہوتے آپ ان کے نقشے بنا سکتے ہیں دیواروں پر یا کاغذوں پہ مگر countries which exist on earth

وہ بھی خداوند تعالیٰ کا جو قانون فطرت ہے اس کے الگ الگ regions میں ہوتے ہیں
ادراکی constituents جو ہوتی ہے ان کی جو کمپوزیشن ہوتی ہے وہ کبھی یکساں نہیں ہوتی۔ میں ادب سے
ساتھ کہنا چاہوں گا کہ کچھ ادر ڈیویژنز ہم دیکھتے ہیں جو بڑے بڑے ڈویژنز ہیں
For instance Religious Divisions ہیں۔ وہ countries کو الگ الگ کرتے ہیں۔
کچھ عیسائی ملک ہیں کچھ لادین ملک ہیں کچھ مسلمان ملک ہیں۔ مگر جو ان بڑے ڈویژنز میں آتے ہیں ان میں بھی اگر آپ ملکوں کی
تشکیل کو دیکھیں جو اللہ تعالےٰ کی پیدا کردہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے بنے ہیں کسی انسان نے ان کو نہیں
بنایا ہے جس طرح دریا اور پہاڑ بہتے ہیں اسی طرح قومیں بھی تاریخ میں بہتی ہیں اور وہ فطرت کے اصولوں
کے مطابق چلتی ہیں۔ اب اس خطے میں جہاں پر مسلمان بستے ہیں۔ نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک
کاشغر بلکہ وہ کم ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ انڈونیشیا سے لے کر مغرب میں الجیریا تک اسلام کی
سرزمین پھیلی ہوئی ہے۔ اب آپ دیکھتے ہیں کہ اسلامک سرزمین میں اگرچہ آئیڈیل موجود ہے اگرچہ
ایک آئیڈیل بہت پہلے کا موجود ہے لیکن عملی طور پر کیا ہو رہا ہے۔ عملاً ابھی آپ کی اسلامی
کانفرنس جو ہے جس میں آپ جاتے ہیں ہم بھی چونکہ مسلمان ہیں خدا کے فضل سے، ہماری بھی اس

practical constitution
میں نمائندگی ہوتی ہے۔ تو اس میں چالیس سے زیادہ ممالک میں یہ اسی لیے کہ جو

ہوتی ہے اس عزر کی جہاں پر boundary بنتی ہے جہاں پر جھنڈے اٹھتے ہیں جہاں پہ rip
چلتا ہے کسی حکومت کا یا سٹیٹ کا۔ اس کے کچھ تاریخی محرکات ہوتے ہیں

which actually supervene the ideological barriers

میں ایک کتاب ابھی پڑھ رہا تھا اسی لائبریری سے میں نے لی ہے اس میں Spanglar ہے جو جرمنی
کا مشہور مورخ ہے۔ اس نے یہ لکھا ہے کہ جو تھیوریز ایوانوں میں بنتی ہیں اور جو قوانین ایوانوں
میں بنتے ہیں ان کو supersede کرنے والی قوتیں، فطرت میں بنتی ہیں۔

There is a pulse-beat of every people, of every state, of every country and every society.

جب وہ form میں ہوتا ہے تو اس سے political organization بنتی ہیں۔ میرا مطلب
یہ ہے کہ ریجن جو ہے جو ورائٹی ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیز ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت
ہے۔ جیسے پھولوں میں ورائٹی ہوتی ہے ایسے انسانوں میں بھی ورائٹی ہے تو پاکستان میں یہ element جو ہے اس کو تعصب کی

[Mr. Bashir Ahmed]

نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ میں نے یہ دیکھا کہ ابھی جب ہم پیپلز پروگرام پر بحث کر رہے تھے تو بہت بڑے stalwarts جو نظریات کے ہیں۔ انہوں نے بھی provincial autonomy کی بات کہی ۔ لیکن صرف اسی نکتے کو prove کرنے کیلئے provincial autonomy کی بات کرتے ہیں مگر اس لیے کرتے ہیں کہ اس کے پیچھے کچھ تاریخی محرکات ہیں۔ as a principle historical forces ہیں۔ اس کے پیچھے کچھ نیچرل فطری فورسز ہیں تو یہ جو بات ہے جو ideals بنتے ہیں پاکستان کے جو pious لوگ بنتے ہیں وہ اس چیز کو نظرانداز کرتے ہیں جب اس کو نظرانداز کرتے ہیں تو اس سے خرابی کی صورت آتی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ چونکہ پاکستان میں خدا کی پیدا کردہ مسلمان قومیں یا قومیتیں آباد ہیں کیا تکلیف ہے آپ کو اگر آپ ان قومیتوں کے کردار، ان کی تاریخ ان کے کلچر کو لے کر ایک سٹرکچر خوبصورت سا بنائیں پاکستان میں تو اس میں کیا تکلیف ہے آپ کو۔

اب میں اردو میں بات کر رہا ہوں۔ اردو میں بات میں کر سکتا ہوں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ جو بہت اچھے اردو خواں ہیں ان کو میری چند باتیں ناگوار گزری ہوں۔ کیونکہ بہت زیادہ expression اس میں نہیں ہے اگر for instance یہاں میں پشتو میں بات نہیں کرنا چاہتا لیکن اگر میں پشتو میں بات کروں تو اس سے کیا تکلیف ہوگی میں کہتا ہوں کہ آپ اسکے constituents جو سٹیٹ کے ہیں ان کو آپ development کا grooming، کا آپ ایسے موقع دیں

they should have a feeling of belonging wholeheartedly and not as a second class citizens, not as a third class citizens but as equal citizens

یہ نہیں کہ ایک کاسٹ میں ایک آدمی ایک سانچہ بناتا ہے اور ہر ایک کو کہتا ہے کہ اگر آپ اس سانچے میں پورے آتے ہیں تو آپ محب وطن ہیں اس سانچے میں نہیں پورے آتے تو محب وطن نہیں ہیں میرے خیال میں اس سے قباحت اور خرابی پیدا ہوتی ہے اور جس کی طرف صدر محترم نے اشارہ کیا ہے اس کے لیے ایک دانشورانہ اپروچ کی ضرورت ہے۔ تو میرے خیال میں ہم اپنی زمین پر اپنے پاؤں لگائیں۔

we should stand and we should have our feet on our own land, on the earth. Then we will come to know....

کہ ہماری زمین ہم سے کیا ڈیمانڈ کرتی ہے۔ ویسے تو ہم lip-service کرتے ہیں لیکن actually in depth نہ اس کو ہم نے ابھارنے کی کوشش کی ہے اور نہ اس پرابلم

کو face کرنے کی کوشش کی ہے۔

ابھی پراونشل اٹانومی کی بات ہوئی ہے مگر یہی بات، جب ہماری مملکت ایک تھی جب بنگلہ دیش ابھی نہیں بنا تھا اس وقت اگر کسی نے ۔۔۔ چونکہ جیسے میں نے پہلے عرض کیا، نیچرل محرکات اور تاریخی اور جغرافیائی حالات ایسے تھے بنگال میں میجارٹی تھی بنگالیوں کی، اپنی لینگویج اپنا لباس اپنا کلچر ان کو عزیز تھا۔ مگر اس وقت مجھے یاد ہے کہ اگر کوئی بنگالی کی بات کرتا تو اسکو anti-national سمجھا جاتا تھا بجائے اس کے کہ آپ اسکو anti-national بناتے اور اس پر اسلام کے اتنے فتوے نافذ کرتے اچھا ہوتا۔ میں بھی خود بنگال میں پھرا ہوں ان کے گاؤں میں گیا ہوں۔ ہمارے گاؤں کے لوگوں سے، وہاں بمبو کے گاؤں چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں وہ زیادہ نمازیں پڑھتے ہیں وہاں پر۔ اب ان لوگوں کو اگر آپ کہیں کہ آپ ہندوؤں کے آلہ کار ہیں تو جو کہنے والا ہے اس کو کہاں سے اتھارٹی ملی ہے کہ ایسی بات کرے۔ کہاں سے اس کو وحی کوئی آتی ہے اپنی طرف سے وہ کہتے ہیں۔ اس پر اسلام کی مہر کیوں لگاتے ہیں ہیں کچھ لوگ استعمال کرتے ہیں۔ جیسے میں نے آپ سے عرض کیا سب لوگ مسلمان ہیں۔ کون کتنا مسلمان ہے وہ خداوند تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن جب لوگ اٹھیں گے تو ان کا ایمان پتہ چل جائے گا تو یہ ایک جو irritating point ہماری سیاست میں زہر کی طرح آتا جاتا ہے۔

and it has re-stressed or it has slackened according to the convenience of certain pious persons. So, I think, we have to find a remedy to this and the best remedy is that

کہ ہم سب لوگ دلوں سے کدورت دور کر کے سب میل دور کر کے ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھیں ہم یہ سمجھیں کہ پنجابی بھی اس دھرتی کی زبان ہے پشتو بھی ہے بلوچی بھی ہے سندھی بھی ہے اردو بھی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ جنکی practical efficacy ہے جن زبانوں کی اس سے انکار کون کر سکتا ہے۔ انگلش ہے اس کا ہم اسی لیے ذکر کرتے ہیں کہ جی آپ دیکھیں کہ ڈرافٹنگ جو ہوتی ہے وہ سب آپ کی انگلش میں ہوتی ہے آپ یہاں پر بہت وقت صرف کرتے ہیں ابھی تین دن وقت صرف Jurisprudence کے پانچ نکات پر لگا کیونکہ Jurisprudence بڑا tricky subject ہے۔ تو اس میں exact languages سے بھی زیادہ English for instance exact language اور precise ہیں خود انگریز کہتے ہیں کہ Greek جو ہے it is a more exact language than English کچھ چیزیں ہیں جن میں اس کی ضرورت ہے مثلاً سائنس میں ضرورت ہے اسی طرح اردو ہے اس میں لوگ بات کر سکتے ہیں، اپنے آپ کو understand کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ صرف

[Bashir Ahmed]

formality کی بات نہیں ہے یہ practical کی بات ہے اور پھر میں اس وقت
یہ عرض کرنے کی کوشش کروں گا کیونکہ شاید یہ بات بعد میں مجھے بھول جائے needs پاکستان میں جو ہم اپنے
آپ کو جو so-called intellectuals کہتے ہیں، جو فتویٰ جاری کرتے ہیں pseudo-
intellectuals وہ ان لوگوں کو جو کھیتوں میں یا کھلیانوں میں رہتے ہیں ان کو یہ کیا سمجھتے ہیں ان کا کبھی
انہوں نے اپنے دماغ میں گراف بنایا ہے ہم جب اتنی اونچی سطح پر بولتے ہیں تو اس زمین کے لوگوں کو کیا
Do they soak these ideas ? Can they absorb ? پھر ان کا جو reaction ہوتا ہے
ان کے کچھ ideas ہوتے ہیں تو ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ہم آپ ایسے کبھی کبھی جو بھی
نظر آئیں گے ہم بھی مسلمان ہیں مذہب کا مطالعہ کرتے ہیں، ایک دفعہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر
کتاب پڑھ رہا تھا اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی باتیں تھیں انہوں نے کہا تھا کہ مسجد میں دو قسم کے انسان
داخل ہوتے ہیں ایک وہ انسان داخل ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو کر عاجزی سے کہتا ہے
کہ اے رب تعالیٰ میں آپ کا گنہگار ہوں اور مجھے بخش دو میں ایک weak انسان ہوں fragile
انسان ہوں مجھ سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں مجھے بخش دو اور جو اس کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے وہ کہتا ہے
کہ میں امیں تو سب کچھ جانتا ہوں میں تو بہت پاک ہوں اور یہ جو میرے ساتھ کھڑا ہے اس سے پسینے کی بدبو آ رہی ہے کہ میرے ساتھ کیوں کھڑا ہے میں تو pious
آدمی ہوں یہ میرے ساتھ کیوں کھڑا ہے میں آپ سے مودبانہ عرض کرتا ہوں کہ جو صاف کپڑوں میں ملبوس
عطر لگا کر پسینے والوں کے ساتھ ایک مسجد میں کھڑا ہونا سیکھ لیں اس کے بعد آپ کے خیالات لوگوں
میں جائیں گے اگر خیالات لوگوں میں جائیں گے تو اس کا لوگ response کریں گے کیونکہ زمین پر کوئی دوسری
کسوٹی نہیں ہے زمین پر democratic کسوٹی ہے، انتخابات ہوتے ہیں میں اپنی بات کرتا ہوں آپ
اپنی کرتے ہیں اور دوسرے لوگ اپنی بات کرتے ہیں۔ اس کے بعد لوگ respond کرتے
ہیں وہ عدالت جو ہوتی ہے لوگوں کی ہوتی ہے۔

because there is no better court on earth

خدا کے ہاں عدالت ہے قیامت کے دن سب لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں گے مگر یہاں اگر میں
کہوں کہ میں بھی ٹھیک ہوں آپ کہیں کہ میں بھی ٹھیک ہوں کون فیصلہ کرے گا تو اس کے لیے ہوشیار
انسانوں نے ایک فارمولا نکالا ہے وہ ڈیموکریسی ہے۔ ڈیموکریسی کے تحت لوگ جب اپنا ایک مینڈیٹ
دے دیتے ہیں۔ تو اس مینڈیٹ کو ہمیں accept کرنا چاہیئے اسی لیے میں خصوصاً یہ کہتا ہوں کہ یہ
جو حکومت بنی ہے یہ ۱۱ سال کی آمریت کے بعد بنی ہے اس سے کوئی انکار نہیں ہے یہاں پر محترم میرے

بھائی سینیٹرز صاحبان بیٹھے ہیں لیکن میں آپ کو یاد دلانا چاہوں گا کہ اس زمانے میں چند پارٹیوں پر پابندیاں
بھی تھیں وہ پارٹیاں بھی اصلی زمین کی تھیں ان لوگوں کی نمائندگی کا دعویٰ کرتی تھیں تو جو institutions
آتے وہ اگرچہ to an extent representative تھے لیکن absolutely representative
نہیں تھے کوشش یہ کی گئی اور جو لوگ یہاں پر موجود ہیں وہ democratic mind کے لوگ ہیں
تو اس سے ہمیں ایک بہتر موقع ملا تو اس کے بعد لوگوں نے ابھی حکومت قائم کی ہے یا جو اپنے نمائندے
بھیجے ہیں ہو سکتا ہے کہ ۵، ۱۰ سال ہم اس کے ساتھ تجربہ کریں اس سے بہتر ہمیں آگے چلنے کا موقع
ملے لیکن اس کے لیے ہمیں تھوڑی سی اکاموڈیشن کرنی ہوگی اور تھوڑا سا صبر سے کام لینا ہوگا اور تھوڑی
سی اپنے ذہن میں elasticity اور accommodation پیدا کرنا ہوگی اگر ہم confrontation
سے کام لیں گے اور اس confrontation کو بہت زیادہ بڑھائیں گے، اس
حد تک لے کر چلیں گے کہ وہ intolerable ہو جائے تو اس کے نتائج ملک کی سیاسی فضا
کے لیے اچھے نہیں ہوں گے اس لیے ملک کی پروگریس جو ہے

The movement of politics in the country and the institutions of the countr , they should be related to the facts on earth; and the second is that we should inculcate and also obsrrve and practice tolerance.

تو اس سے اچھی طرح سے بھی بات ہو سکتی ہے یہ جو ہم لوگ بے وقت الزامات ایک دوسرے پر
لگاتے ہیں اور پھر چسپاں کرتے ہیں کہ ایک آدمی جو ہے وہ محب وطن ہے دوسرا غدار ہے
آخر سب لوگ اسی ملک میں رہتے ہیں سب لوگوں کے گھر یہاں ہیں سب لوگوں کے بچے یہاں رہتے
ہیں تو کیا ایک کے رہتے ہیں اور دوسرے کے نہیں رہتے ہیں اس میں ذرا کنٹرول سے کام لینا چاہیے
سب قوم کے لیے کون کہتا ہے کہ میں بات کرتا ہوں اپنے اپنے لیے ایک
آدمی بات کر سکتا ہے اور اپنے وزن کے مطابق فطری طور پر یہاں expression کی ضرورت ہے مگر
ذرا احتیاط سے بات کریں تو اس سے ذرا اچھی فضا پیدا نہیں ہوگی اگر اپوزیشن اور حکومت ہے تو ان
دونوں کے درمیان بھی اختلافات تو پالیسیوں پر ہوتے ہیں اگر میری نظر میں حکومت کی پالیسی غلط ہے
تو میں اچھے طریقے سے مودبانہ طریقے سے

in a way which is engaging, I will express my opinion and I will offer my views so that they are made acceptable

[Mr. Bashir Ahmed]

اس لیے تو نہیں کروں گا کہ ان کو annoy کروں ورنہ پھر expression of opinion کا مطلب کیا ہے یہ جو ہمارے ملک میں لوگ اپنے آپ کو بہت مقدس اور برتر سمجھتے ہیں ان سے میری گزارش ہے کہ وہ ذرا تھوڑا سا زمین پر آجائیں میرے خیال میں ۔ اس سے بہتر فضا پیدا ہو

جائے گی اس کے بعد پاکستان کی جو سرزمین ہے اس کے جو لوگ ہیں جو یہاں کلچر ہیں background اس کا جو historical ہے اسی کے مطابق اس کو اکاموڈیٹ کرتے ہوئے ہم آگے کی طرف جائیں تو یہاں بنگلہ دیش نہیں پیدا ہوں گے اگر ہم ان کو omit کرکے ان کو stampede کرکے ان کو steam-roll کرکے جائیں گے تو پھر یہ ہے کہ

where it will lead nobody can say. So, as a House, as an Upper House, as a sane House, as a House filled with wisdom I beseach all the Members of this House that they must keep these things in mind and they should not become absolutely enamoured by their own ideas to the extent that they blame everybody else.

کہ جو ان سے agree نہیں کرتا تو اسے treachery کا ملزم ٹھہراتے ہیں کسی کو غداری کا اب یہ لوگ ایک سانچے میں نہیں ڈھل سکتے یہاں لوگ قسم قسم کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے ہیں یہ سب پاکستان کے لوگ ہیں پاکستان کی خوشحالی کے لیے سب کام کرتے ہیں ۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلی حکومت سے اس حکومت کو کچھ کافی مشکلات ملی ہیں کئی چیزیں تھیں جن کے متعلق اس وقت نہیں پوچھا گیا یا پوچھا نہیں جا سکا۔ اب جب آزادی ملی ہے تو یہ بہت اچھی بات ہے پوچھا جاتا ہے اس پر expression of opinion کی جاتی ہے لیکن

I think in good faith and to be fair we must give chance to this Government.

کہ وہ غلطیاں جو اس کو ورثے میں ملیں اور جو اس کے کندھوں پر اب مشکلات ہیں ان دونوں کو realize کرتے ہوئے we should, I think, bear with them ایسے انکو drive نہیں کرنا چاہیئے کہ ہر چیز پر ان کو ہم criticise کرتے پھریں تو اس کے لیے اپنے سینیٹ کے ممبران سے کہوں گا، کیونکہ یہ معزز اراکین جو ہیں ایسی پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں جو حکومت میں نہیں ہے تو ان کو ذرا clastic اور broad minded attitude اختیار کرنا ہوگا۔

تیسری بات جو ہے اس پر میں بعد میں بات کروں گا مگر بات بہت ضروری ہے کیونکہ یہ agitate
ہوتی ہے from time to time this point is agitated . یہ خارجہ پالیسی کے بارے
میں ہے، خارجہ پالیسی کے بارے میں اس میں جو چیزیں لکھی ہیں وہ اچھی ہیں اب جو حکومت ہے اس
کو حالانکہ وزیر خارجہ پرانی حکومت سے ورثے میں ملا ہے اسے اپنے past کے cobwebs
جو ہیں - he has to get himself rid of those things

آپ نے دیکھا آج اخباروں میں سرخی
آئی ہے کہ چین اور روس کا آپس میں سمجھوتہ ہو گیا ہے آج یہ دونوں بہت بڑی پاورز ہیں ہم کہتے ہیں
کہ ہم اور لوگوں کے ساتھ اکاموڈیشن میں کیوں نہیں رہ سکتے، چین کل تک روس کا دشمن تھا آج اس کا
دوست بن گیا۔ اگر آپ کو یاد ہے ہمیں یاد ہے کہ ایک وقت میں پاکستان بھی چین کی intentions
کے بارے میں مشکوک تھا لیکن وقت نے ثابت کر دیا کہ جب ہم ان کے قریب گئے تو وہ ہمارے
اچھے دوست ثابت ہوئے اسی طرح روس ایک ہمسایہ ملک ہے اس کے قریب جائیں تو ہو سکتا
ہے کہ وہ بھی چین کی طرح ہمارے trust کو belie نہ کرے جیسے distance powers نے
from time to time they have belied our trust جیسے انہوں نے پھر ہمیں وقت
پر سہارا نہیں دیا ہمیں جنگوں میں گھسیٹ لیا ہے ہمیں ایک رستے پر لگا دیا ہے مگر آخر میں انہوں نے
کہا کہ نہیں ہم کسی وجہ سے مجبور ہیں تو اس وقت وزیر خارجہ صاحب تو موجود نہیں ہیں چونکہ یہ ان کی پالیسی
سٹیٹمنٹ میں ہے تو میں ان کو کہوں گا کہ وہ پرانے وقت سے نکل کر اب نئے وقت میں آجائیں اور سب
سے بڑی بات یہ ہے کہ میں یہ کہوں گا کہ صدر محترم صاحب نے اپنی تقریر میں جو بات کہی ہے کم از کم
حکومت اس کو honour کرے، دیکھیئے جی اس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ ہمارا مقصد افغانستان
میں صرف یہ ہے کہ مہاجر واپس جائیں جو Geneva Agreement ہوا اس میں کہیں پر ایک broad
based government کا کچھ ذکر ہے یعنی یہ لکھا ہے کہ broad based government صرف
ایک ہی طرف ہو broad based government میں تو لکھا ہے کہ جو افغان معاشرے کے ہر حصے
اور وہاں کے عوام کے لیے قابل قبول ہو ایسی حکومت کی تشکیل بغیر بیرونی مداخلت کے خود افغان
عوام ہی کا کام ہے اگر کوئی اور بھی مداخلت کرتے ہیں وہ بھی برا کرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ ہمیں ایک
ایسا context ان کے لیے مہیا کرنا چاہیئے مسلمان ہمسایہ کی حیثیت سے انسانوں کی حیثیت سے

[Mr. Bashir Ahmed]

ایک اہم ملک کی حیثیت سے ہم ان کو یہاں پر دعوت دیں دونوں فریقوں کو، کسی اور جگہ پر کریں یہ دونوں آپس میں بیٹھیں آپ ان کو مدد کریں کہ وہ آپس میں ایک سمجھوتے پر پہنچ جائیں کیونکہ اگر آپ ایک فریق کی مدد کریں گے تو تین مہینے گزر گئے جنگ ہو رہی ہے it is a slaughtering battle اور ایسے ہے کہ اس slogging war سے ملک تباہ ہو رہا ہے اس کے اثرات خدانخواستہ ایسے نہ ہوں کہ اس طرف بھی پہنچ جائیں تو اس پر میں وزیر خارجہ سے بعد میں تفصیل سے بات کروں گا۔

ایک اور بات جو میں اس سے پہلے نہیں کہہ سکا کہ یہ جو عوامی حکومت ہے عوام کی حمایت سے بنی ہے اس سے میں یہ گزارش کروں گا کہ پچھلی حکومت کے دور میں ہم نے اخباروں میں پڑھا تھا۔ پارلیمنٹ میں تو ہم نہیں تھے، ہم نے پڑھا تھا کہ بعض لوگوں کو اربوں روپوں کے قرضے دیئے گئے ہیں۔ اور پھر وہ قرضے جو ہیں ان کے ناموں کا کئی دفعہ پارلیمنٹ میں پوچھا گیا لیکن ان کے نام بھی نہیں بتائے گئے اب

I can't say with any difiniteness because I don't know really the facts but I want the Ministers present here kindly to note.

اگر ایسی کوئی بات ہے تو وہ لوگوں کے سامنے پیش کریں یہ کون لوگ ہیں، جو خزانے سے اتنی بھاری بھاری رقمیں لے گئے ہیں اور رقمیں غائب ہو گئی ہیں اس غریب ملک میں جہاں ہم پیپلز پروگرام پر جھگڑا اس لیے کرتے ہیں کہ پیسہ کم ہے اور اس کے مصارف زیادہ ہیں اس لیے ہم کہتے ہیں کہ کچھ صوبوں کو دو یہاں سے جو اربوں روپیہ گیا ہے ایک یہ منسٹر مہربانی کر کے اپنی تقریر کے جواب میں بتا دیں اگر پیسہ گیا ہے تو یہ بتا دیں کہ گیا ہے یا نہیں گیا ہے اگر گیا ہے تو کن لوگوں نے لیا ہے اگر لیا ہے تو کیوں وصول نہیں ہوا ہے میری یہ گزارش ہوگی کہ آپ اس غریب ملک پر رحم کریں۔ مجھے پتہ ہے میں گاؤں کا آدمی ہوں دہقان چند ہزار روپے بنک سے لیتے ہیں اس کے لیے سات دفعہ وہ بنک کے منیجر کے پاس جاتے ہیں جو لوگ یہاں گاؤں کے ہیں ان کو پتہ ہوگا جب وہ چھ ہزار روپے دیتے ہیں تو ان سے ان کا کام نہیں بنتا لیکن جب ان سے وصولی کا وقت آتا ہے تو پولیس والے ان کے پیچھے جاتے ہیں وہ اپنا گدھا بیچ دیتا ہے اپنا بیل بیچ دیتا ہے اس طرح وصولی ان سے ہوتی ہے تو جو غریب لوگ ہیں ان کے ساتھ تو آپ ایسے سختی کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ شاہانہ انداز اختیار کیے ہوئے ہیں اور ان لوگوں سے جو بڑے بڑے لوگ ہیں جو کروڑوں کے مالک ہیں اور اربوں کے مالک بننا چاہتے ہیں ان کے ساتھ آپ کیوں نرمی برتتے ہیں تو یہ میری گزارش ہے یہ کافی لوگوں کے minds کو agitate کرتے

ہیں بلکہ غریب لوگ ہم سے پوچھتے ہیں ہمارے ساتھ سختیاں ہوتی ہیں اور بڑے لوگوں کے ساتھ نہیں۔۔

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر:** میرے خیال میں وزراء صاحبان نے نوٹ کرلیا ہے اور آپ کے سارے امور آچکے ہیں۔ اب میں سلیم سیف اللہ صاحب کو دعوت دیتا ہوں ( وہ نہیں ہیں)

Then I invite Mr. Ghulam Farooque, to kindly make his speech.

Mr **Mr. Ghulam Farooque:** Mr. Chairman, I will speak tomorrow.

Mr **Mr. Presiding Officer:** Right. Syed Asghar Ali Shah Sahib.

**سید اصغر علی شاہ:** جناب چیئرمین! اتنی مدلل اور دانش ورانہ تقاریر سننے کے بعد میں کوشش کروں گا کہ اپنی بات اس نکتے پر مرکوز رکھوں جو کہ میری نظر میں سب سے اہم نکتہ ہے وہ صدر صاحب کے اپنے خطاب میں صفحہ ۹ پر ہے کیوں ہمارے یہاں جمہوری نظام پنپ نہیں سکا۔ وہ فرماتے ہیں "ان کی توضیح اور تاویل سیاسی مفکروں اور دانشوروں کا کام ہے جہاں تک میرا تعلق ہے میں اپنے تجربے کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ بنیادی غلطی صرف ایک تھی اور وہ تھی آئین سے انحراف اس ایک غلطی نے دوسری غلطی کا دروازہ کھول دیا اور یوں غلطیوں پر غلطیاں ہوتی چلی گئیں۔ جن سے جمہوریت کے لیے تباہ کن اثرات مرتب ہوئے۔ آئین قوم کے اجتماعی شعور کی دستاویزی شکل ہے۔ آئین حال کے راستوں اور مستقبل کی منزلوں کا تعین کرتا ہے۔ آئین مسائل کے حل اور ان تک پہنچنے کے راستے دکھاتا ہے۔ آئین پر عمل جمہوریت کی بقا اور قومی امنگوں کے حصول کا واحد مجرب نسخہ ہے۔ غلطی یہ ہوتی رہی کہ ہم نے اپنے آئین کے تقدس کا پاس نہیں کیا۔ سیاسی مصلحتوں اور وقتی فائدوں کے خیال سے آئینی تقاضوں کو پس پشت ڈال دیا یا ان کی حسب منشا تشریح کر ڈالی۔ اور یوں اس جوہر گرانمایہ کو پامال کر کے آگے بڑھنے کی کوشش کی جو درحقیقت نشان منزل تھا اور پھر وہی ہوا جو ہوا کرتا ہے۔ ہم اپنے راستے سے بھٹک گئے اور یوں قوم کی منزل دور ہوتی چلی گئی"۔

جناب چیئرمین! اگر ہم غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ صدر صاحب کا تجزیہ بالکل درست اور حسب حال ہے اور وہ اصل خرابی جس کے بعد دوسری ساری خرابیاں پیدا ہوتی چلی گئیں وہ آئین سے انحراف کا عمل تھا اور اس عمل کی ابتداء ۱۷ اپریل ۱۹۵۳ء کو اس وقت ہوئی جب پاکستان کے دوسرے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین کو برطرف کیا گیا حالانکہ خواجہ صاحب کو اسمبلی میں اکثریت اور اعتماد دونوں حاصل تھے یہ پہلا وار ہی اس قدر بھرپور اور سفاکانہ تھا کہ اس سے آئین اور قانون کی بالادستی کے تصور کی دھجیاں اڑ گئیں اور پھر

[Syed Asghar Ali Shah]

ہمارے ملک میں وہ سب کچھ ہونا ممکن ہوا جو ہماری تاریخ کا حصہ بنتا چلا گیا اس کے بعد پہلی دستور ساز اسمبلی کو معطل کیا گیا۔ دوسری دستور ساز اسمبلی نے ۵۶ء کا آئین بنایا لیکن اسی سال ۲۳ مارچ کو اس آئین کے افتتاح کے ساتھ ہی جنرل سکندر مرزا پاکستان کے پہلے صدر کی حیثیت سے فائز المرام ہوئے اور یہی سکندر مرزا تھے جنہوں نے ۷ اکتوبر ۵۸ء کو ملک کا پہلا آئین منسوخ کیا اور ملک میں مارشل لاء نافذ کیا اور اسکے بعد پھر دوسرے اور تیسرے مارشل لاء کی نوبت آئی۔ ہمیں یہ غور کرنا چاہیئے کہ جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا اس وقت کے سیاسی رہنماؤں نے کیوں آئین کی کھلم کھلا بے حرمتی پر احتجاج نہیں کیا انہوں نے کیوں سکندر مرزا اور غلام محمد کا ساتھ دیا خواجہ ناظم الدین کی برطرفی اور اس کے بعد محمد علی بوگرہ کی تقرری کو قبول کیا انہوں نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ آج ہم آئین کی اس خلاف ورزی کو برداشت کرتے ہیں تو آئندہ آئین کی شکست و ریخت کا اور سیاسی سودے بازیوں کا دروازہ کھل جائے گا جو بہر حال کھلا اور کھلتا چلا گیا۔ یہ بات ۳۵ سال پرانی ہے اور بظاہر بے محل نظر آتی ہے لیکن میرے خیال میں بے محل نہیں ہے کیونکہ ہم نے ایک قوم کی حیثیت سے یہ عہد کیا ہے کہ اب کبھی بھی آئین سے رو گردانی نہیں کریں گے اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی اس پہلی غلطی کو یاد کریں جس کے بعد ہونے والی غلطیوں کا آغاز ہوا۔ توبہ انفرادی بھی ہوتی ہے اور اجتماعی بھی توبہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم جہاں پر راہ سے بھٹکے تھے وہیں پہ واپس جا کر پھر سیدھی راہ پر آغاز سفر کیا جائے ظاہر ہے ہم ۳۵ سال پیچھے تو نہیں جا سکتے لیکن ہم یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ یہ عہد کریں کہ آئندہ ہم اس قسم کی غلطیاں نہیں کریں گے حقیقت یہ ہے کہ ہم آئین کی پابندیوں اور قانون سے اس وقت انحراف کرتے ہیں جب ہمارے اوپر جذبات مفادات اور تعصبات کا غلبہ ہوتا ہے اور اس غلبے کی شدت کی وجہ سے ہم اندھے اور بہرے بن جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! بااختیار لوگوں کے لیے آئین کی خصوصی پابندی اس لیے بھی ضروری ہے کیونکہ ان کی چھوٹی سی غلطی بھی پورے معاشرے پر بڑے اثرات مرتب کرتی ہے جس کی مثال یہ ہے کہ ۱۹۵۳ء میں ہم غلط قدم نہ اٹھاتے تو وزیر اعظم کی برطرفی اور آئین کی پائمالی کی وہ روایات قائم نہ ہوتیں جو کہ ہمارے ملک میں ہوتی چلی گئیں اب ہم نے نئے دور کا آغاز کیا ہے ہمارے سیاسی قائدین جواں سال اور جواں عزم لوگ ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے لیے انفرادی طور پر ایک لائحہ عمل مرتب کریں اور پھر عزم اور حوصلے کے ساتھ اعلیٰ کردار، عدل و انصاف، دیانت و صداقت کی مثالیں پیش کریں، جناب والا! یہ اعلیٰ انسانی قدریں ہمارے لیے قوانین قدرت کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان سے انحراف کر کے نہ کوئی فرد پنپ سکتا ہے نہ کوئی قوم یہی قدریں ہیں جن کو سامنے رکھ کر ہم آئین کی

پاسداری بھی کر سکتے ہیں اور جناب والا! اس ملک میں ایسا نظام وضع کر سکتے ہیں جو صحیح معنوں میں فلاح اور خیر و برکت کا موجب ہو۔ اس کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر** : جناب شاد محمد خان صاحب۔

---

**جناب شاد محمد خان** : جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے صدر صاحب کی تقریر پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ حضور والا! صدر مملکت نے جس احسن طریقے سے، خوش اسلوبی سے، جملہ نکات کی نشاندہی کر کے عوامی حکومت کو ایک اچھی راہ پر گامزن ہونے کی تلقین کی ہے، اب اس کا جائزہ ہم نے لینا ہے کہ کیا موجودہ حکومت نے ان نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے کوئی اصلاحی قدم اٹھایا ہے یا کہ مزید غلطیوں کی مرتکب ہوتے ہوئے سابقہ دور کی جو خوبیاں تھیں، ان کو بھی تہس نہس کر دیا ہے۔ صدر مملکت نے مقامی اور بیرونی خطرات سے لے کر خارجہ پالیسی تک کے اہم نکات کی نشاندہی کی ہے لہٰذا حکومت وقت کو چاہیئے تھا کہ ان نصیحتوں پر عمل پیرا ہو کر ایک مثالی معاشرہ تشکیل کرنے کے لیے اقدامات اٹھاتے، مگر ایسا نہیں ہو سکا۔

حضور والا! اگر موجودہ حکومت کے چھ ماہ کا سابقہ تین سالہ دور سے موازنہ کیا جائے تو میں یہ کہتا ہوں کہ جونیجو کی حکومت جس نے نہایت احسن طریقے سے مارشل لاء کو دیس نکالا دیا۔ بنیادی حقوق بحال کیے اور پانچ نکاتی پروگرام عوام کو دیا جس پر عمل پیرا ہو کر اس وقت کے نمائندگان نے ان کے اشتراک سے ایک نئی دنیا آباد کی اور معاشرے کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ لیکن جناب والا! بجائے اس کے کہ اس پر عمل پیرا ہوا جاتا۔ اسی کے چربہ ایک عوامی پروگرام کے تحت ایک ایسا مسئلہ کھڑا کر دیا گیا ہے جو حل ہونے کے قریب نظر نہیں آتا۔ اب یہاں پیپلز ورکس پروگرام پر کافی بحث ہوئی ہے اس لیے میں آپ کا زیادہ وقت ضائع نہیں کروں گا لیکن میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ پانچ نکاتی پروگرام کا وہی چربہ، بجٹ تقریر میں اس کی repitition چیز وہی ہے، صرف اس کا نام پیپلز پروگرام یا پیپلز ورکس پروگرام رکھ کر اس چربے کو اپنایا گیا ہے۔

حضور والا! اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے ایک نیا نزاع کھڑا کر دیا گیا ہے اور حکومت کے یہ شایان شان نہیں ہوتا کہ انا کا مسئلہ بنا کر ایک غلط چیز پر ڈٹ جائے اور معاشرے کو سارے وطن کو اور ساری حکومت کو داؤ پر لگا دے اور یہ کہے کہ ہم خلاف ورزی نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سراسر صوبائی خود مختاری کی خلاف ورزی ہے۔ ان کے حقوق پر ڈاکہ زنی ہے۔ غاصبانہ انداز میں جلتے ہیں

[Mr. Shad Muhammad Khan]

اور ایسا معاشرہ قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ سکیمیں جو مرکز بنائے گا اور اس پر عمل مرکز کرنے کے دیے ہے ہے۔ جو کہ کھلے طور پر صوبائی خود مختاری میں مداخلت ہے۔ یہ صوبوں کا حق ہے اور یہ حق ان کو استعمال کرنے دینا چاہیئے۔

کل حکومت کو یہ وضاحت کرنی چاہیئے کہ دو صوبے ہم سے اشتراک کرتے ہیں اور دو صوبے اشتراک نہیں کرتے، حضور والا! اگر پنجاب اشتراک نہیں کرتا، جس کی آبادی ۶۲ فیصدی ہے اور بلوچستان کو بھی اس میں ڈال لیں تو میجارٹی اس طرح اس کو مانتی نہیں ہے۔ لہٰذا اس پر ڈٹ جانا اور اس کی اصلاح نہ کرنا، یہ سراسر زیادتی ہے۔ اس لیے میں گورنمنٹ سے یہ عرض کروں گا کہ کوئی ایسا راستہ نکالیں تاکہ اس میں عوام بھی شریک ہو جائیں اور آپ کے ساتھ، ہر اچھے پروگرام میں، میں اس پلیٹ فارم سے کہتا ہوں کہ ہم تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں، بشرطیکہ آپ آئینی تقاضے پورے کریں اور آئین کی دھجیاں نہ اڑائیں، اور اس خود مختاری کو جو کہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اور آئین کا حصہ ہے اس پر عمل پیرا ہوں اور اس پروگرام کی اصلاح کی طرف قدم بڑھائیں تو آپ کے ساتھ ضرور تعاون کریں گے۔

جناب والا! زرعی اور صنعتی پالیسی کی نشاندہی کی گئی ہے، بجائے اس کے کہ زرعی پالیسی جو کہ کافی عرصہ سے اس ہاؤس میں بحث کے لیے پینڈنگ ہے، حالات روز بروز بدتر ہو رہے ہیں مہنگائی بڑھ رہی ہے، دعوے تو بڑے کیے جا رہے ہیں، ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خزانہ خالی ہے اور ساتھ ہی اخراجات کی بھرمار بھی ہو گئی ہے، مشیروں اور ایڈوائزروں اور وزیروں کا لشکر، فوج کی فوج بھرتی کیے جا رہے ہیں اور بعد میں کہتے ہیں کہ خزانہ خالی ہے۔ نامعلوم ان لوگوں کی تنخواہ کہاں سے آئے گی، یا یہ ادھار پر قسم اٹھا کر کام کرنے کے لیے تیار ہیں کہ ہم کچھ بھی نہیں لیں گے خزانہ ان کے لیے تو بھرا ہوا ہے اور عوام کی خدمت کے لیے خزانہ میں کچھ بھی نہیں ہے یہ سراسر زیادتی کے مترادف ہے۔

جناب والا! زرعی شعبہ میں کافی اصلاحات درکار ہیں اور اخبارات میں یہ بیانات آ رہے ہیں کہ اگلا بجٹ بہت کٹھن ہے تو میں یہاں وضاحت کے طور پر کہوں گا کہ آئی ایم ایف کے ساتھ جو معاہدے کیے گئے ہیں وہ سراسر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ سبسیڈائزڈ چیزیں جو ہیں مثلاً کھاد ہے گندم ہے، اس پر سے سبسیڈی اڑ جائے گی، تو مہنگائی کی ضرب غریب کسانوں پر اور غریب زمینداروں پر پڑے گی۔

اس کے ساتھ user charges عاید کرنے کے لیے بھی یہ معاہدے کیے گئے ہیں اور

معاہدے پر عمل کرنے کے لیے آنے والے بجٹ میں user charges لگائے جائیں گے۔ اس کے علاوہ ہسپتالوں میں جانا وہاں سے دوائیاں لینا، مشورے لینا، یہ چیزیں جو ہیں یہ کڑوی گولیاں آپ نے نگلنی ہیں، آپ کو سوئی گیس کی قیمت زیادہ کرنی پڑے گی، بجلی کی زیادہ کرنی پڑے گی، اس لیے اس حکومت کو اس طرف توجہ دینی چاہیے اور ان لوگوں کو جو indirectly اس چکی میں پسیں گے، ان کا امداد کرنا چاہیے اور حکومت کو بروقت اقدامات کرنے چاہئیں تاکہ یہ مہنگائی نہ بڑھے۔

(مداخلت)

جناب والا! میں روزمرہ کی مثال دوں گا ان میں حکومت ایسی بے بس رہی ہے میں حلفیہ کہتا ہوں کہ اسلام آباد میں ان کے زیر سایہ، ایک دن میں اگر خربوزہ آٹھ روپے کلو تھا تو پندرہ روپے میں بکا ہے، اگر کینوں آٹھ روپے درجن تھا تو پندرہ میں بکا ہے۔ کوئی ٹس سے مس نہیں ہوا اور لوگ منہ مانگے دام دینے پر مجبور رہیں، ہم یہ بھی کر سکتے ہیں کہ اس قسم کے کیس عدالتوں میں لے جائیں، میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت اس معاملے میں بالکل فیل ہو گئی ہے۔ لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ حکومت کو اس پر کڑی نظر رکھنی چاہیے اور ایسی اصلاحی پالیسی اختیار کرنی چاہیے کہ چیزوں کی قیمتیں اعتدال پر آ جائیں۔

آج ہی میں نے سنا ہے کہ چینی جس کی وجہ سے ایوب خان کی حکومت کو ناکام ہونا پڑا، نواب ہوتی کے خلاف آوازیں اٹھیں، آج وہ چینی ساڑھے گیارہ روپے ہو گئی ہے، ساڑھے نو سے ساڑھے گیارہ روپے ہوئی ہے، دو روپے مہنگی ہوئی ہے۔ یہ پچھلے دس دنوں کے اندر اندر ہوئی ہے۔ ہم یہ بھی سن رہے ہیں کہ چینی امپورٹ کی جا رہی ہے۔ آج مجھے پتہ چلا ہے کہ کارخانے والے جو ساڑھے آٹھ روپے بیچتے تھے اب وہ ساڑھے نو روپے بیچتے ہیں اور درمیان میں جو آدمی ہیں وہ خرید کر ساڑھے گیارہ روپے میں بیچ رہے ہیں۔ اس لیے اس کی طرف ان کو توجہ دینی چاہیے تاکہ غریب لوگ اس مہنگائی کی چکی میں نہ پسیں۔

جناب والا! پانچ نکاتی پروگرام میں اس لیے زور دے کر کہوں گا کہ ۸۸ - ۱۹۸۹ء کا پیپلز پروگرام جسے دو بلین کا کہا جا رہا ہے، میرے علم کے مطابق ان کے پاس ایک پیسہ بھی نہیں ہے، اور جون تک یہ ایسے ہی اڑ جائیں گے۔ یہ بات تو متنازعہ رہی لیکن اب میں جناب جبار صاحب کی وساطت سے کیونکہ وہ بھی ہمارے ساتھی اور رفیق کار رہے ہیں۔ یہ استدعا کروں گا کہ حکومت کے کم از کم یہ تو گوش گزار کریں کہ وہ فنڈ جو سابقہ تین چار سالوں سے ریلیز ہو گئے ہیں، جو provincial Exchequer میں بطور امانت پڑے ہوئے ہیں، جن کے بارے میں ہم نے سکیمیں دی تھیں، جن سکیموں کی فیزیبلٹی رپورٹ بھی آ چکی ہے، جن کو department scrutinize کرتے ہیں، اب یہ گورنمنٹ کی لائبیلٹی ہے، ان کے متعلق بھی ٹس سے

[Mr. Shad Muhammad Khan]

مس نہ ہونا، ان کو freeze کرنا، یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اور پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم عوامی فلاح و بہبود کے کام کریں گے۔

جناب والا! ایسے نامکمل پراجیکٹ بھی ہیں، جن کا سٹرکچر آدھا بنا ہوا ہے اور آدھا نہیں بنا ہوا، ان کا انجام کیا ہوگا۔ یہ کروڑوں روپے کس کے کھاتے میں جائیں گے، کیا یہ بدنامی کے لیے کافی نہ ہوگا کہ یہ سکیم فیزیبل نہیں تھی"، میں کہتا ہوں کہ فیزیبلٹی ڈیپارٹمنٹ دیتا ہے۔ execution ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے، اور فنڈ پر یہ بیٹھے ہوئے ہیں ریلیز نہیں کرتے، کم از کم وہ پیسے جو کہ صوبائی حکومت کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ جو اب non-lapsable account میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کو ریلیز کرنے کا یہ آرڈر تو کرا دیں تاکہ وہ سکیمیں تو مکمل ہوں جو پبلک کے استفادہ کے لیے شروع کی گئی ہیں۔

اب جناب والا! میں یہ بات گوش گزار کروں گا تاکہ دعوے تو کیے جا رہے ہیں کہ ہمیں اکثریت کا اعتماد حاصل ہے، اور حکومت اعتماد کے بل پر چلتی ہے۔ اس کا تجزیہ یہاں ہو چکا ہے، کہ چالیس فیصدی آبادی نے ان کے حق میں ووٹ دیئے ہیں، ساٹھ نے ان کے خلاف ووٹ دیئے ہیں، سندھ میں جہاں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ امن و امان ہے، ان کی اپنی حکومت وہاں فیل ہو گئی ہے۔ لہٰذا ایسا ماحول بن رہا ہے کہ جی ایم سید کھلم کھلا سندھو دیش کی تحریک چلا رہا ہے۔

خان عبدالغفار کے فرزند ولی خان افغانستان جا کر کے کابل میں براجمان ہوتے ہیں تو کوئی ٹس سے مس نہیں ہوتا بدقسمتی ہماری یہ ہے یہاں میں repeat کروں گا جب وقت آتا ہے احتساب کا مثلاً جب مجیب کا ایوب خان احتساب کرنے لگا تو سب سیاسی پارٹیوں نے اکٹھا ہو کر اسی کی جان چھڑائی۔ ورنہ اسکا محاسبہ ہوتا تو بنگال ہم سے نہ جدا ہوتا۔ جب ریفرنس ہوا حیدر آباد جیل میں، بھٹو صاحب نے کیا، بڑا اچھا کام کیا، تو یہی سیاسی پارٹیاں جو اتحاد وغیرہ کے نام سے اکٹھی ہوئی ہیں انہوں نے اسے چھڑایا جو آج کھلم کھلا اس وطن سے غداری کر رہا ہے۔ خط بھی لکھتا ہے اور دوسری باتیں بھی تو پھر ہم کہتے ہیں کہ پاکستانی ہے اور پاکستان کا خیر خواہ ہے۔ حکومت کو ان چیزوں پر توجہ دینی چاہیئے اور زور سے ان لوگوں پر ہاتھ ڈالنا چاہیئے جو پاکستان کی سالمیت اور بقا کے خلاف ہیں۔ شکریہ!

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر:** اس سے پہلے کہ میں یہ اجلاس برخاست کروں میں جاوید جبار صاحب کی موجودگی میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی اخبارات میں کم آ رہی ہے جبکہ کل پرسوں یہاں بڑی detailed یہ بحث ہوئی تھی۔ مگر اخبارات آزاد ہیں اور ان کے space کا مجھے احساس ہے لیکن APP قومی ایجنسی ہے اور جس سے آپ کا تعلق بھی ہے۔ ریڈیو اور ٹیلیویژن میں مناسب

تشہیر نہیں کی گئی میں چاہتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی کمی ہو تو آئندہ اس کو آپ ذرا دیکھ لیجئے، چونکہ آپ کو پتہ ہے کہ ایوان بالا کی حیثیت کے علاوہ پورے ملک کی نظریں ہم پر لگی ہوئی ہیں ہاؤس میں قومی مسائل پر بہت سی اچھی باتیں ہوتی ہیں اس کی جب تک مناسب پبلسٹی نہ ہو پاکستان کے کسی حصے میں پوری طرح پتہ نہیں چلتا کہ ہمارے نمائندے کیا کام کر رہے ہیں۔ میں نے کل کے اخبارات میں دیکھا کہ پرسوں کی کارروائی میں بعض لوگوں کے نام تک بھی نہیں دیئے گئے۔ جیسے حسین بخش صاحب نے تقریر کی تھی اور دیگر حضرات نے بھی بڑی تفصیل سے باتیں کی تھیں۔ تو میرا خیال ہے کہ آپ بحیثیت وزیر اطلاعات کے اور ویسے بھی ہمارے آپ کولیگ ہیں۔ کوئی مناسب ایسا میکنیزم بنائیں تاکہ ایوان کی کارروائی کی پوری رپورٹ آجائے اور جن لوگوں نے بھی تقاریر کیں ان کے نام تو کم از کم آجائیں۔

جناب محمد علی خان : جناب یہ یکطرفہ کارروائی کی گئی ہے اور جس شخص کی یہاں گت بنائی گئی اس کو ہیرو بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب جاوید جبار صاحب یہاں موجود ہیں آپ نے اچھا موقف بیان کیا ہے۔ جمہوریت کی روح یہ ہے اور ماضی میں قومی اسمبلی اور سینیٹ کی کارروائی کو جس طرح کور کیا جاتا تھا اس پر بھی ہمیں کچھ شکایات تھیں لیکن کم از کم ہر اہم چیز آجایا کرتی تھی۔ اب جو روش اختیار کی گئی ہے کہ بڑی اہم چیزیں کہی جاتی ہیں لیکن صرف دو تاثرات دے کر کے اس کو نمٹا دیا جاتا ہے۔ یہ روش صحیح نہیں ہے . . . . .

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : یہ مسئلہ اہم انفارمیشن کمیٹی میں بھی ڈسکس کر لیں گے۔ میں نے ان کو کہا ہے مناسب کارروائی کریں گے۔ اجلاس کل صبح ۱۰ بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

---

[The House adjourned to meet again at 10 O'clock in the morning on Thursday, May 18, 1989].

---